ماہنامہ
خالد
Digitized By Khilafat Library Rabwah
مئی ۱۹۷۴ عیسوی
ہجرت ۱۳۵۳ ہش
(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۰ | ہجرت ۱۳۵۳ھش | شمارہ ۵

مئی ۱۹۷۴ء

(ایڈیٹر)

محمد شفیق قیصر

فہرست

پبلشر: محمد شفیق قیصر

پرنٹر: سید عبد الحی شاہ ایم۔اے

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد"

دار الصدر جنوبی ربوہ

سالانہ چندہ

سات روپے

قیمت فی پرچہ

ستر پیسے

حضرت المصلح الموعودؓ کا نوجوانوں سے خطاب

قومیں نوجوانوں کی دینی زندگی کے ساتھ قائم رہتی ہیں!

"اشاعتِ دین کوئی معمولی چیز نہیں۔ یہ بعض دفعہ جلدی بھی ہو جاتی ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۲۳ سال میں ہو گئی اور پھر مزید اشاعت کوئی ۵۰ سال میں ہو گئی۔ مگر کبھی کبھی یہ سینکڑوں سال بھی لے لیتی ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں اس نے ایک سو سال کا عرصہ لیا۔ اور کبھی یہ ہزاروں سال کا عرصہ بھی لے لیتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو یہودیوں کا دنیوی نفوذ تو بہت کم عرصہ میں ہو گیا تھا لیکن دوسری قوموں کی ہمدردی انہیں دو ہزار سال بعد جا کر حاصل ہوئی۔ جب لوگوں کو یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی قوم اپنے آثار اور اپنی تعلیمات کو قائم رکھنے کیلئے ہر وقت تیار رہے اور آئندہ بھی تیار رہے گی تو اس قوم کے دشمن بھی اس کے ہمدرد ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ لطیفہ نہیں کہ عیسائیوں نے ہی یہودیوں کو فلسطین سے باہر نکالا تھا اور اب عیسائی ہی انہیں فلسطین میں واپس لائے ہیں۔ دیکھو یہ کیسی عجیب بات ہے آج سب سے زیادہ یہودیوں کے خیر خواہ امریکہ اور انگلینڈ ہیں اور یہ دونوں ملک عیسائیوں کے گڑھ ہیں۔ فلسطین سے یہودیوں کو نکالا بھی عیسائیوں نے ہی تھا مگر وہی آج ان کے زیادہ ہمدرد ہیں۔ گویا ایک لمبی قربانی کے بعد ان کے دل بھی پسیج گئے۔

پس ہمیشہ ہی اسلام کی روح کو قائم رکھو، اسکی تعلیم کو قائم رکھو اور یاد رکھو کہ قومیں نوجوانوں کی دینی زندگی کے ساتھ ہی قائم رہتی ہیں۔ اگر آنے والے کمزور ہو جائیں تو وہ قوم گر جاتی ہے۔ مگر کوئی انسان یہ کام نہیں کر سکتا صرف اللہ ہی یہ کام کر سکتا ہے۔ انسان کی عمر تو زیادہ سے زیادہ ۶۰، ۷۰، ۸۰ سال تک چلی جائیگی مگر قوموں کی زندگی کا زمانہ تو سینکڑوں ہزاروں سال تک جاتا ہے۔ دیکھو مسیح علیہ السلام کی قوم بھی دو ہزار سال سے زندہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ۱۳۰۰ سال سے زندہ ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ جب تک دنیا قائم رہے گی یہ بڑھتی چلی جائیگی۔ تم بھی ایک عظیم الشان کام کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ پس اس روح کو قائم رکھنا، اسے زندہ رکھنا اور اپنے نوجوان جو پہلوں سے زیادہ جوشیلے ہوں پیدا کرنا تمہارا کام ہے۔ ایک بہت بڑا کام تمہارے سپرد ہے۔ عیسائی دنیا کو مسلمان بنانا اس سے بہت زیادہ مشکل کام ہے جتنا عیسائی دنیا کو یہودیوں کا ہمدرد بنانا۔ کیونکہ عیسائی دنیا کو ہمدرد بنانے میں تو صرف دماغ کو فتح کیا جاتا ہے لیکن عیسائیوں کو مسلمان بنانے میں دل اور دماغ دونوں کو فتح کرنا پڑے گا اور یہ کام بہت زیادہ مشکل ہے۔"

(مشعل راہ، صفحہ ۸۴۰، ۸۴۱)

مکرم مسعود احمد صاحب ایم۔ اے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

دورِ اوّل کے جلیل القدر صحابی جن کا نام اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ساتھ وابستہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کو سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ سے ایک خصوصی نسبت حاصل ہے اور وہ یہ کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کی بعثت ثانیہ آخرین کے گروہ میں کس طرح ہوگی؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجلٌ او رجالٌ من ھٰؤلاء کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو اہلِ فارس میں سے کوئی شخص یا اشخاص اس کو پھر واپس لے آئیں گے۔ اس اعتبار سے حضرت سلمان فارسیؓ کا نام جماعت احمدیہ کے لئے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی علمبردار ہے اور جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فارسی النسل ہیں، اپنے اندر ایک خاص پیغام رکھتا ہے۔ لہٰذا آپؓ کے حالات اور اوصاف و فضائل سے واقفیت حاصل کرنا یقیناً ہر احمدی کے لئے از بس ضروری ہے۔

آپ ایران کے صوبہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ آپ کا خاندان ایک کھاتا پیتا خاندان تھا اور آپ کے والد قریہ جی اصفہان میں ایک اچھے زمیندار تھے۔ آپ کا قبل از اسلام نام مابہ تھا اور مذہباً آپ پارسی تھے۔ آپ کی نیک طینت کی وجہ سے آپ کے والد کو آپ سے از حد محبت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کو گھر سے باہر کے کاموں سے آپ کے والد نے الگ رکھا البتہ گھر میں آتشکدہ کی دیکھ بھال آپ کے سپرد تھی۔ مذہب کی طرف آپ کی طبیعت کے خصوصی میلان کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ آپ نے اپنے آتشکدہ کو کبھی ٹھنڈا نہ ہونے دیا۔

ایک دن آپ کے والد نے آپ کو زمینوں کے کام پر بھیجا۔ راستے میں چند عیسائیوں کو مصروفِ عبادت دیکھ کر آپ کو بہت حیرت ہوئی، چونکہ آپ کو ان کا طریق عبادت آگ کی پوجا سے بہتر معلوم ہوا اسلئے آپ نے تمام دن بجائے زمینوں کا کام سر انجام دینے کے ان عیسائیوں کی صحبت میں گزار دیا۔ ان سے آپ کو علم ہوا کہ اس مذہب کا مرکز ملک شام میں

واقع ہے۔ جب آپ رات کو گھر لوٹے تو آپنے باپ کو صاف صاف کہہ دیا کہ عیسائی مذہب آتش پرستی سے ہزار درجہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ والد نے اس پر ناراض ہو کر آپ کو گھر میں مقید کر دیا لیکن آپ اسی ٹوہ میں رہے کہ کسی طرح شام جانے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ عیسائیوں کا ایک قافلہ شام جا رہا تھا کہ آپ گھر سے بھاگ نکلے اور اہلِ قافلہ کے ساتھ شام پہنچ گئے۔

گو آپ نے عیسائی مذہب کو قبول کر لیا لیکن آپ کو اطمینانِ قلب حاصل نہ ہوا اور تلاشِ حق کا جذبہ آپ میں بدستور موجزن رہا۔ اُدھر ایسا ہوا کہ وہاں کا اسقف یا بشپ بد اطوار واقع ہوا تھا جس سے آپ کو سخت دُکھ پہنچا۔ یہ بشپ پیسے کا لالچی تھا اور صدقات کو اپنے ذاتی مصرف میں لاتا تھا۔ آپ نے اس کے مرنے کے بعد لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا اور بازپرس ہونے پر اُس کی پرائیویٹ رہائش گاہ میں سونے چاندی سے پُر وہ مٹکے لوگوں کو دکھائے جو اُس نے ناجائز طور پر مشن کے مال پر قبضہ کر کے حاصل کئے تھے۔ اس پر لوگوں نے اس بشپ کی لاش کو بجائے عزت و احترام سے دفنانے کے پہلے مصلوب کیا اور پھر نذرِ آتش کر دیا۔ اسکے بعد جو بشپ مقرر ہوا وہ خدا ترس اور نیک انسان تھا اس کے ساتھ رہ کر آپ کو قدرے تسکین ہوئی۔ جب وہ مرنے لگا تو آپنے اس سے خواہش کی کہ وہ اپنے ہی جیسے کسی خدا ترس بشپ کا پتہ دے۔ اس نے آپ کو موصل کے بشپ کے پاس جانے کی وصیت کی چنانچہ آپ موصل آ گئے۔ یہ بشپ بھی آپ کی مرضی کے موافق دیندار ثابت ہوا لیکن جب اس کی بھی قضا آئی تو اس نے آپ کو نصیبین کے بشپ کے پاس جانے کی وصیت کی جو کہ ویسا ہی عابد و زاہد تھا۔ اس نے اپنے بعد عموریہ کے بشپ کے پاس جانے کی ہدایت کی تھی۔ لیکن عموریہ کے نیک دل اور نیک صفات بشپ نے آپ کو بتایا کہ اب دنیائے عیسائیت میں کوئی ایسا نیک بندہ نہیں رہا جس کے ساتھ آپ اپنے سلوکِ معرفت کی منزلیں طے کر سکیں البتہ اس نے کہا کہ اب آپ عموریہ میں ہی ٹھہریں جب تک کہ عرب کے ریگستان سے ایک نبی ظاہر ہو۔ اس کی علامات یہ ہونگی کہ وہ ابراہیمی مذہب کی توحید کو مکمل طور پر قائم کریگا۔ کھجوروں کے مقام کی طرف ہجرت کریگا۔ اپنے لئے صدقہ نہیں بلکہ ہدیہ قبول کر لیا کریگا اور جسمانی علامت کے طور پر اس کے شانوں کی پشت پر اُبھرا ہوا گوشت ہوگا جو اس کی خاتم نبوت کا ظاہری نشان ہوگا۔

چنانچہ آپ کچھ عرصہ عموریہ میں رہے اور بکریوں اور گائیوں کا ایک ریوڑ پال لیا لیکن ساتھ ہی عرب کے ملک میں جانے کے لئے بے تاب رہے۔ آخر آپ کو بنو کلب (جو ایک عیسائی عرب قبیلہ تھا) کے کچھ تاجروں کا ایک قافلہ ملا جو عرب واپس جا رہا تھا۔ آپ نے اپنی بکریاں اور گائیں اُن کے سپرد کر دیں اور ان سے کہا مجھ کو اپنے ساتھ لے چلو۔ وہ ایسے دغا باز ثابت ہوئے کہ وادی القریٰ پہنچ کر انہوں نے آپ کو ایک یہودی کے ہاتھ بطور غلام بیچ ڈالا۔ کوئی اور ہوتا تو نہ معلوم کس قدر رنج و افسوس کا اظہار کرتا لیکن تلاشِ حق میں سرگرداں سلمانؓ کو یہ غلامی امیدِ جانفزا کی شکل میں نظر آئی کیونکہ اس مقام پر کھجوروں کے

ڈھونڈتے تھے آپ نے سوچا کہ عجب نہیں کہ مجھ کو اپنا گوہرِ مقصود یہیں مل جائے۔ اچھا ہوا کہ بنو کلب کے لوگ مجھ کو اپنے ساتھ نہ لے گئے۔ تھوڑے دن بعد آپ کے یہودی آقا کا چچا زاد بھائی مدینہ سے آیا اور آقا نے آپ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا اور اس طرح مدینہ طیبہ پہنچ گئے جو کہ اس وقت یثرب کہلاتا تھا۔ حضرت سلمانؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا علم تو ہو چکا تھا لیکن آقا کی خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے آپ کے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ یہ پتہ کرتے کہ مکہ میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں لیکن حضرت سلمانؓ کو یہ خبر نہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے یہ مخفی تار ہی ہیں جو آپ کو کشاں کشاں مدینہ میں لے آئے ہیں اور اب خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یثرب کو مدینہ طیبہ میں منتقل کرنے کیلئے یہاں جلوہ فرما ہونیوالے ہیں۔ آخر وہ مبارک ساعت آن پہنچی ایک دن حضرت سلمانؓ اپنے آقا کے باغ میں کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے کہ آقا کے ایک رشتہ دار نے آکر کہا کہ بنو قیلہ کے لوگ بھی عجیب ہیں کہ ایک غریب الدیار مکہ کے مدعیٔ نبوت کی آمد پر اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے یہ الفاظ سنے اور حالت غیر ہو گئی۔ قریب تھا کہ آپ درخت سے گر پڑتے لیکن بڑی مشکل سے اپنے آپکو سنبھالا۔ نیچے اترے اور اس اجنبی کے بارے میں دریافت کیا۔ آقا نے آپ کو ایک مکا مارا اور کہا تم کو اس سے کیا تم اپنا کام کرو۔

فرصت کے وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ کھجوریں یہ کہکر پیش کیں کہ یہ صدقہ ہے جو میں آپ کے لئے اور آپ کے مہاجر ساتھیوں کیلئے لایا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو وہ کھجوریں نہ کھائیں البتہ اپنے بعض اصحاب کو دیدیں۔ حضرت سلمانؓ نے دل میں کہا الحمدللہ یہ ایک علامت پوری ہو گئی۔ پھر جب دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو اپنے نذرانہ کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشوق خود بھی تناول فرمایا اور تمام اصحاب کو اس میں شریک کیا۔ یہ ایک اور علامت تھی جو پوری ہوئی۔ اب شانوں پر ظاہری نشانِ ختمِ نبوت دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔ تیسری بار جب حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لیجا رہے تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ دوسرے لوگوں کی طرح حضورؐ کے ساتھ ساتھ چلنے کے بجائے پیچھے رہنے کی کوشش کرنے لگے۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو القاء ہوا اور آپ سمجھ گئے کہ سلمانؓ کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے لباس کو اس طرح ڈھلکا دیا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے شانوں پر گوشت کے ابھرے ہوئے ٹکڑے کو دیکھ لیا۔ جونہی اس پر آپ کی نظر پڑی آپ اس حال میں آگے بڑھے کہ آنکھیں اشکبار تھیں اور اس کو چوم لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے سامنے بلایا اور ایک جگہ بیٹھ کر آپ کی ساری سرگزشت سنی اور دوسرے اصحاب کو بھی سنوائی۔

اب حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنی زندگی کی مراد کو پا لیا تھا۔ آن کی آن میں سب کلفتیں دور ہو گئیں۔ مدینہ میں غلامی کی زندگی پر وطن کی ہزار آزادیاں قربان تھیں کہ اس کے طفیل محبوب کے قرب میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

اب جلد ہی مسلمانوں کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا وقت آ گیا اور اس طرح وہ قربانیاں پیش کر کے قربِ الٰہی کی منزلوں کو جلد جلد طے کرنے لگے یعنی کفارِ مکہ نے مدینہ طیبہ پر حملے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں کو بدر و اُحد کے سخت معرکے پیش آئے۔ مہاجرین و انصار بڑھ چڑھ کر دینِ الٰہی کی خاطر حقِ جاں نثاری ادا کرنے لگے لیکن حضرت سلمان فارسیؓ ان معرکوں میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ آزاد نہ تھے اور آقا کی مرضی کے بغیر کہیں جا نہ سکتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت فرمائی کہ تم مکاتبت کر لو۔ آپ نے اپنے آقا کے ساتھ تین سَو پودے کھجور اور چالیس اوقیہ سونے پر مکاتبت طے کر لی لیکن آپ کے پاس یہ سامان نہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے عام اپیل کی کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے مل کر تین سَو پودے جمع کر دیئے۔ اب ان کو یہودی کی زمین میں لگانا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ ایک تو سلمانؓ جلد آزاد ہو جائیں دوسرے اگر پودے جلد نہ لگائے جاتے تو اُن کے سُوکھنے کا ڈر تھا اسلئے آپؐ نے مسلمانوں سے پھر اپیل کی کہ اپنے بھائی کی محنت کے ساتھ مدد کرو۔ چنانچہ تمام صحابہؓ باغ میں پہنچ گئے۔ اللہ! اللہ! یہ فخر بھی حضرت سلمانؓ کو حاصل ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس باغ میں تشریف فرما تھے۔ لوگ آپ کو پودے لا لا کر دیتے آپؐ انکو اپنے مبارک ہاتھوں سے زمین میں نصب فرماتے۔ یہ واقعہ غور کرنے کے قابل ہے کہ اسوقت مسلمان مدینہ میں اپنی سٹیٹ بنا چکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ریاست میں صدرِ جمہوریہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ایک عام شہری کی آزادی کے لئے سربراہِ مملکت نہیں بلکہ دو جہانوں کا بادشاہ ایک دوسرے شہری کے باغ میں بطور مزدور کام کر رہا تھا۔ کیسا مہتم بالشان شرف ہے کہ جو حق کی تلاش میں فارس سے چل کر آنیوالے خوش نصیب سلمانؓ کو حاصل ہُوا اور کیسی احسن جزا ہے جو خدا کی جناب سے اُسے عطا ہوئی

اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ وبارک وسلم۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے چند روز بعد سونے کا ایک ڈلا بھی بھجوا دیا۔ یہ ایک شخص بطور ہدیہ لایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو وزن کیا تو وہ چالیس اوقیہ نکلا۔ آپ نے سونے کا یہ ڈلا حضرت سلمانؓ کو عطا فرمایا چنانچہ انکو ادا کر کے انہوں نے اپنی آزادی حاصل کر لی۔ اب وہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی سے مشرف ہو سکتے تھے۔

اگرچہ آزاد ہونے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے لیکن ان کے لئے سب سے اہم غزوہ احزاب کی جنگ تھی۔ اس غزوہ کا نام جنگِ خندق بھی ہے کیونکہ اس موقع پر مدینہ کے چاروں طرف ایک خندق حفاظت کے لئے کھودی گئی تھی۔ یہ طریق اس سے قبل عرب میں رائج نہ تھا لیکن عجم میں یہ ایک بہت اچھا دفاع سمجھا جاتا تھا اسلئے حضرت سلمان فارسیؓ نے ہی یہ مشورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور حضورؐ نے اسکو تسلیم کر لیا چنانچہ مہاجرین و انصار الگ الگ دس دس آدمیوں کی پارٹیوں میں بٹ گئے اور ہر پارٹی دس دس گز کے ٹکڑے کی زمین کھودنے لگی۔ اب مہاجرین اور انصار میں یہ اختلاف ہُوا کہ سلمانؓ کس کے ساتھ شامل ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا "سلمان منا اھل البیت" کہ سلمانؓ تو ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت سلمانؓ کو یہ فخر بھی حاصل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اپنے اہلبیت میں سے قرار دیا۔ اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزادی کے بعد حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرمادی اور یہ دونوں بزرگ صحابہؓ تمام عمر بھائیوں کی طرح رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی میں حضرت سلمان فارسیؓ جنگوں میں شریک ہوئے خاص طور پر ایرانی جنگوں میں جہاں آپ کی شمولیت ہر دو لحاظ سے فائدہ مند تھی۔ آپ مجاہد بھی تھے اور بطور سفیر بھی خدمات بجا لاتے تھے۔ بعض ایرانی دربارں میں آپ گفت وشنید کے لئے گئے اور اپنے ہم وطنوں کو صلح کرنے کی تلقین کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر بنا دیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ بیمار ہوئے، اسی زمانہ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ آپ میں زہد وتقویٰ، سادگی، فیاضی اور علم کے اوصاف نہایت نمایاں تھے۔ چنانچہ تقویٰ اور زہد و قناعت کا یہ عالم تھا کہ رہبانیت سے بچتے ہوئے آپ دنیا سے انقطاع کی آخری حد تک پہنچ گئے تھے۔ یہ آپ کا تقویٰ ہی تھا کہ قبول اسلام سے قبل جب ایک بشپ کے اطوار وعادات میں آپ نے حق پرستی نہ پائی تو باوجود عیسائی ہونے کے اس بشپ سے آپ کو نفرت ہوگئی اور پھر ایک بشپ سے دوسرے بشپ کے پاس قریہ بہ قریہ مارے مارے پھرتے رہے اور جب اسلام میں آپ کو خدا تعالیٰ کا قرب مل گیا تو اس پر کمال استقامت سے قائم رہے اور دنیا کی محبت ذرہ برابر بھی آپ کے قریب نہ آئی۔

آپ کے زہد وتقویٰ کا معیار اس قدر بلند تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس کا سرٹیفکیٹ یوں حاصل کیا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے، علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ کی۔ بلکہ ایک لحاظ سے آپ کو یہ سرٹیفکیٹ بارگاہِ احدیت سے بھی عطا ہوا۔ ایک دفعہ آپ اپنے دینی بھائی حضرت ابو درداءؓ کے ساتھ ایک پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے کہ آپ کو کشف ہوا کہ جب آپ کھانا کھاتے ہوئے سبحان اللہ کہتے ہیں تو پیالہ بھی تسبیح کرتا ہے۔ یہ علامت تھی اس بات کی کہ آپ کی تسبیح قبولیت سے سرفراز ہوتی تھی اور "جمالِ ہمنشیں برمن اثر کرد" کے مطابق جہاں آپ تشریف فرما ہوتے تھے وہاں پورے ماحول پر آپ کی موجودگی کا نیک اثر پڑتا تھا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سادگی اس درجہ کمال پر پہنچی ہوئی تھی کہ باوجودیکہ آپ اقتدار وحکومت کے اعلےٰ مناصب مثلاً گورنری وغیرہ سے سرفراز ہوئے لیکن ظاہری تمکنت اور شان وشوکت کا خیال تک آپ کو نہ آیا۔ پانچ ہزار کی تنخواہ کے ساتھ آپ مدائن کی تیس ہزار آبادی پر گورنر مقرر تھے لیکن حالت یہ تھی کہ ایک عبا میں ہی یہ مدت گزار دی۔ ایک دفعہ ایک شخص کو جانور کا چارہ اٹھانے کے لئے ایک مزدور کی ضرورت تھی حضرت سلمان فارسیؓ سادہ لباس میں بازار میں کھڑے تھے وہ سمجھا کہ کوئی

مزدور ہے، آپ کو چارہ اُٹھانے کے لئے کہا۔ آپ نے فوراً اٹھا لیا۔ راہ چلتے ہوئے لوگوں نے جو دیکھا تو احترام کے ساتھ آگے بڑھے کہ لائیں ہم آپ کے گھر تک اس بوجھ کو پہنچا دیں۔ وہ سمجھے کہ آپ اپنی ضرورت کیلئے اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ اُس شخص نے جو یہ ادب و احترام دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ وہ بہت نادم ہوا اور معافی کا خواستگار، اور کہا لائیے میں خود یہ بوجھ لے جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا میری نیت بخیر ہے اب اپنی نیت کا ثواب تو میں ضرور لوں گا۔ یعنی یہ خدمت خلق کا موقع ہے اس کو تو پورا کروں گا۔

وفات کے وقت جب حضرت سعدؓ حاضر ہوئے تو آپ رو رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ! (یہ آپ کی کنیت تھی) یہ کونسا رونے کا مقام ہے، مبارک ہیں آپ اب حوض کوثر کی ملاقات کا وقت قریب آتا ہے۔ فرمایا کہ موت کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ رونا اس بات کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے عہد کیا تھا کہ دنیوی ساز و سامان ایک مسافر کے زادِ راہ سے زیادہ نہیں رکھیں گے لیکن اب دیکھتا ہوں تو اسقدر سانپ میرے گرد جمع ہیں۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں میں نے سوچا دیکھوں تو کیا کیا سامان انہوں نے جمع کر لیا تھا، تو ایک تسلا، ایک لگن، ایک پیالہ اس وقت آپ کے پاس تھا جن کو آپ سانپ سمجھ رہے تھے۔

فیاضی آپ کا ایک خاص وصف تھا اور آپ دوسروں کو آرام پہنچا کر تسکینِ قلب حاصل کرتے تھے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ مدائن کے گورنر مقرر ہوئے تھے پانچ ہزار آپ کی تنخواہ تھی، وہ ساری راہِ خدا میں اور لوگوں کے آرام میں خرچ کر دیتے۔ اپنے خاندان کا گزارہ چٹائی بُن کر فرماتے جس کی آمد میں سے صرف ایک تہائی سے اپنی گھریلو ضروریات پوری کرتے، ایک تہائی راس المال میں لگا دیتے اور بقیہ ایک تہائی بھی راہِ خدا میں خرچ کرتے تاکہ چٹائی کی آمد میں بھی خدا کی برکت شامل ہو جائے۔

آپ کے علم و فضل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تعریف فرمائی اور کل صحابہؓ اس کے معترف تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمان علم سے لبریز ہیں"۔ چونکہ پہلے آتش پرست تھے پھر نصرانی بنے اور دونوں صورتوں میں مذہب میں انہماک تھا اسلئے قبل از اسلام مذاہب سے خوب واقف تھے۔ خاص طور پر انجیل و توریت پادریوں کے پاس رہکر خوب پڑھی تھی، اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سلمان کو علم اول اور علم آخر سب پر عبور تھا"۔ "وہ ایسا دریا تھے جو پایاب نہ ہو، نا آشنا رہا، وہ ہمارے اہلبیت میں سے تھے"۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "وہ علم و حکمت میں لقمان حکیم کے برابر تھے"۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جو خود صاحبِ علم و کمال صحابی تھے ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ علم چار شخصوں سے حاصل کرو اور ان میں سے ایک حضرت سلمان رضؓ کا نام لیا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابو الطفیلؓ،

حضرت ابن عباسؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ابن عمرؓ آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ان سب کے پایۂ علم کا بلند ہونا ایک مسلمہ بات ہے۔ بایں ہمہ کہ آپ نے اپنے ان تلامذہ کے ذریعہ حدیث کی اشاعت پذیر ہونے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں، آپ حدیث کے بیان کرنے میں حد سے زیادہ محتاط واقع ہوئے تھے اسی لئے آپ کی روایات کی تعداد ساٹھ سے تجاوز نہ کر سکی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کو بعض ایسے شرف حاصل ہیں کہ معدودے چند صحابہ کو ان میں آپ کے ساتھ شرکت حاصل ہے:۔

۱۔ پہلا شرف تو یہ ہے کہ آپ زمانہ قبل از اسلام حق و صداقت کے لئے ایک خاص تڑپ اپنے اندر رکھتے تھے اور اس میں آپ کو فنا کا مقام حاصل تھا حتیٰ کہ آپ نے خدا تعالیٰ کے ساتھ وصال کی خاطر گھر کے عیش و آرام کو خیرباد کہہ دیا اور جگہ بجگہ روحانی تجربات کرتے رہے۔

۲۔ دوسرا شرف یہ حاصل ہے کہ جبکہ دوسرے صحابہ کرامؓ نے از خود مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرکے ثواب حاصل کیا خدا تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف کے ماتحت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فارس سے خود مدینہ میں پہنچا دیا اور آپ بھی ہجرت بندو للرسول کی بے انتہا برکات سے من اللہ مستفیض ہوئے۔

۳۔ تیسرا شرف یہ ملا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر سے متعلق کر دیا۔

۴۔ چوتھا شرف آپ کو یہ حاصل ہے اور غالباً آپ اس میں منفرد ہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی سورۃ جمعہ میں جو پیشگوئی ہے اس سے بھی آپ کا براہِ راست تعلق ہے۔

۵۔ پانچواں امتیاز آپ کو یہ حاصل ہے کہ آپ کی غلامی سے رہائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اہتمام فرمایا بلکہ اس میں جو ہاتھ سے کام کرنے والا حصہ تھا اس میں دیگر صحابہ کے علاوہ بنفس نفیس خود بھی کام کرتے رہے۔

۶۔ چھٹا شرف یہ ہے کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خاص تقرب حاصل تھا جو ہر صحابی کی قسمت میں نہ تھا حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کے وقت سلمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ ملاقات اتنی لمبی ہو جاتی کہ ہم (یعنی اُمہات المومنینؓ) کو یہ ڈر ہونے لگتا کہ سلمان کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حصۂ وقت میں بھی تصرف نہ کر لیں جو آپؐ کی ازواج مطہرات کا حق ہے۔

۷۔ ساتواں آپ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ غیر از خاندان ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو اپنے اہلبیت میں شامل فرمایا۔

۸۔ آٹھواں شرف یہ تھا کہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کا لحاظ کرتے بلکہ دوسرے صحابہ سے بھی ان کا لحاظ کروایا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تینوں کے پاس سے ابوسفیان اپنے زمانہ جاہلیت میں گزرے جبکہ وہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل گفت وشنید کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے

ان کو دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قہر کی تلوار اس پر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ سُن لئے تو آپؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو ایسا نہ کہنا چاہیئے۔ تم قریش کے سردار کے بارے میں ایسے الفاظ منہ سے نکالتے ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذکورہ واقعہ کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم نے ان لوگوں کو ناراض کر کے خدا کو ناراض نہ کر لیا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ واپس آئے اور ان تینوں کو منایا تب جا کر آپ کو اطمینان نصیب ہوا۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حضرت سلمان فارسیؓ حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اُس وقت تکیہ لگایا ہوا تھا آپ نے فوراً وہ تکیہ حضرت سلمانؓ کی طرف بڑھا دیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا؟ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح مجھ کو تکیہ عنایت فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس جائے اور میزبان تکیہ لگائے بیٹھا ہو تو اگر وہ اپنا تکیہ آنے والے کو دیدے تو اس طرح تکیہ دینے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

۹۔ نویں بات جو حضرت سلمان کا خاص فخر ہے یہ ہے کہ آپ کے مشورہ سے خندق کھودی گئی اور اس غزوہ کی کامیابی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور معجزانہ تائیدِ الٰہی کے بعد ظاہری اسباب کے لحاظ سے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کا بھی دخل تھا۔

۱۰۔ دسواں فخر آپ کو یہ حاصل ہے کہ آپ غیر عرب ہوتے ہوئے ایک خاص نعمت سے نوازے گئے اور وہ یہ کہ آپ کی اور چند دوسرے غیر عرب صحابہؓ کی موجودگی کے باعث مدینہ نہ صرف عربوں کا میٹرو پول بنا ہوا تھا بلکہ اس کی حیثیت کوسموپولیٹان کی سی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دے کر عملی طور پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ آپؐ عالمگیر ہادی اور رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس نکتہ کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسا سمجھا کہ جب آپ سے آپ کے حسب نسب کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اُن زریں الفاظ میں جواب دیا جو آج بھی اتحاد بین المسلمین کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نام حسب نسب سب کچھ سلمان بن اسلام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محترم شیخ نور احمد صاحب منیر
سابق مبلغ بلاد عربیہ

فلسفة الصلوٰة

(۱)

خدا تعالیٰ نے انسانی پیدائش کی غرض کو صرف اپنی عبادت کرنا ہی قرار دیا ہے۔ فرمایا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

کہ میں نے اس دنیا کے عوام و خواص کو صرف اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ لفظ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی جائے اور زندگی کے ہر مرحلہ میں صرف اس کی رضا ہی مقصود ہو۔ اس مبارک مقصد کی ادائیگی کے لئے اسلام نے نماز کے رکن کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ نماز کیا ہے؟ نماز خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے عبادت کی حقیقی روح قائم کرنا مقصود ہے۔ نماز کے قیام سے ایک فرزند اسلام اس امر کی شہادت دے رہا ہوتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں۔ اس کی روح والہانہ جذبہ اور کامل اخلاص سے

لبیک لبیک لا شریک لک

کا اعتراف کر رہی ہوتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین کامل رکھتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر میرا ایمان ہے۔ یہ چند لمحات اس کی روح کو لذت اندوز کر دیتے ہیں۔ اس کے جسم کا ہر حصہ مجسم انکسار اور پر تمکنت ہوتا ہے اور وہ غیر معمولی لذت محسوس کرتا ہے۔ اس بلند و بالا مقصد کے لئے یہ حکم ہے کہ مسجد میں پانچ وقت نماز ادا کی جائے تاکہ فریضۂ نماز جو قومی، ملی، اجتماعی اور اخلاقی مقاصد کو لئے ہوئے ہے وہ احسن رنگ میں انجام پا سکیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:-

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف)

ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اسی عبادت کو خاص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے صرف خدا تعالیٰ کو پکارو۔

قرآن کریم نے نماز کی بڑے اہتمام سے بار بار

تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا:۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (ابراہیم)

اے رسول میرے ان بندوں
سے جو ایمان لا چکے ہیں کہہ دے
کہ نماز کو عمدگی سے ادا کیا کریں۔

چونکہ نماز نفس کی اصلاح و تطہیر کا بہترین ذریعہ
ہے اور انسانی طبیعت اس طریقِ عبادت کی طرف
مائل ہے اس لئے اس کی اہمیت اور افادیت
بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
یعنی یقیناً نماز کھلی بے حیائی
اور ہر ناپسندیدہ فعل سے بچاتی
ہے۔

نماز کو خدا تعالیٰ نے اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ فرمایا:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝
نماز محض میرے ذکر کے لئے قائم کر

چونکہ نماز خدا تعالیٰ کا بہترین ذکر ہے اور اس
میں اس کی تسبیح و تحمید ہے اس لئے تمام مومنوں پر
فرض کی گئی۔ فرمایا:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

(النساء)

اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ نے تارکین نماز
کو انتہائی زجر و توبیخ کے انداز میں یاد فرمایا ہے
اور ان کے لئے نماز کی اہمیت یوں الفاظ بیان
فرمائی ہے:۔

فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝
عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝
قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝

اہل جنت اہل دوزخ سے جو اپنے
بُرے اعمال کی وجہ سے مجرموں کے زمرہ میں ہوں گے
سوال کریں گے کہ وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں جہنم
میں ڈالنے کا باعث ہوئی ہے؟ وہ انتہائی افسوس
کے ساتھ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

اس انداز بیان کو دیکھئے اور اس منظر کو
اپنی آنکھوں کے سامنے لائیے کہ جنت اور دوزخ
آمنے سامنے ہیں۔ اہل جنت اپنی نیکیوں اور
عبادتوں کی وجہ سے جنت میں مقیم ہیں اور ان کے
ساتھی جو دنیا میں ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے
تھے مگر اپنے بُرے اعمال کی بنا پر جہنم میں زندگی
گزار رہے ہیں۔ اہل جنت ان کے ساتھی اپنے
ان ہم ساتھیوں سے یونہی سرسری دریافت
کرتے ہیں:۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝
تم کو کونسی چیز جہنم میں لائی؟

وہ اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف یوں کریں گے:۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝

وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں ادا کیا کرتے تھے۔

—— (۲) ——

حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر نماز کے متعلق خدا تعالیٰ کے تاکیدی ارشادات کا اتنا گہرا اثر تھا کہ آپؐ نے اس قرآنی حکم کو انتہائی بلیغ اور مؤثر انداز میں بار بار مختلف مواقع پر واعظانہ رنگ میں بیان فرمایا۔ جیسا کہ آپؐ فرماتے ہیں :-

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔

نماز دین کا ستون ہے۔

یعنی دینِ اسلام کی عمارت نماز کے ستون پر کھڑی ہے اور نماز کو ترک کرنے سے اس عمارت کو بے نماز کمزور کرتا ہے۔

تارکِ نماز کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

بین العبد وبین الکفر ترک الصلٰوۃ۔

ایک مسلمان اور کفر کے درمیان نماز حدِ فاصل ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

العھد الذی بیننا وبینھم الصلٰوۃ فمن ترکھا فقد کفر۔ (ابن ماجہ)

ہم اور ہمارے مخالفین (اہل کفر) میں عہد نماز کا ہے جو اس کو ترک کرے گا اس نے کفر کیا۔

—— (۳) ——

نماز باجماعت کا ذکر یوں فرماتے ہیں :-

صلٰوۃ الجماعۃ افضل من صلٰوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔

باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

شارحین اس حدیث کی تشریح میں باجماعت نماز کے فضائل بیان کئے ہیں جن کا تعلق انفرادی اور اجتماعی امور سے ہے جو اسلامی سوسائٹی میں سکون اور مسرت پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ کمزور اور صاحبِ حیثیت اشخاص کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس طریقہ سے باجماعت نماز کی ادائیگی میں مساوات کا بہترین سبق دیا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے ان ۲۷ وجوہ کو یوں بیان کیا ہے۔

(۱) مؤذن کی دعوت سن کر نیت کرنا (۲) نماز کے لئے پہلے وقت جانا (۳) آرام و اطمینان سے چلنا (۴) مسجد میں دعا کرتے ہوئے داخل ہونا۔ (۵) مسجد میں داخل ہونے پر دو نفل ادا کرنا (۶) جماعت کا انتظار کرنا (۷) خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا اس کیلئے دعائے رحمت کرنا (۸) غیر معمولی اطمینان کا حصول (۹) قد قامت الصلٰوۃ کی تعمیل کا موقع پانا۔ (۱۰) شیطان سے محفوظ رہنا (۱۱) امام کی تکبیر کا انتظار کرنا (۱۲) صفوں کی درستگی میں شریک ہونا۔

(۱۳) امام کی اطاعت (۱۴) امام کی وجہ سے عموماً بھول سے محفوظ رہنا (۱۵) امام کو بھولنے پر سبحان اللہ کہہ کر آگاہ کرنا (۱۶) خشوع و خضوع سے حصہ پانا (۱۷) جماعت میں شریک ہونے کی وجہ سے اپنے لباس اور وضع قطع کے اچھے رکھنے کا اہتمام کرنا (۱۸) قرب ملائکہ کا حصول (۱۹) ملائکہ کا قرأت سے استفادہ کرنا (۲۰) شعائرِ اسلام کے ظاہری طور پر کام کرنے کا موقع ملنا (۲۱) شیطانی جدوجہد کا مقابلہ کرنا اور دوسروں کے لئے ترغیب کا باعث بننا (۲۲) نفاق سے محفوظ ہونا۔

(۲۳) دوسروں کی بدظنی سے بچنا (۲۴) جماعت کی آمین اور ملائکہ کی آمین میں شریک ہونا۔

(۲۵) جماعت کی مجموعی دعا اور برکت سے فائدہ اٹھانا (۲۶) نظامِ جماعت کے قیام میں مدد ہونا (۲۷) ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور مودت پیدا کرنے اور افرادِ جماعت کی خبرگیری کا موقع پانا۔

الغرض نماز باجماعت میں کیا ہی ایمان افروز منظر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے اس کے گھر میں اذان کی آواز سنتے ہی چند منٹوں کے لئے ہر طبقہ کے اشخاص امیر و غریب، حاکم و محکوم، مالک و مزدور، افسر و ماتحت اور شاہ و گدا سب بلا امتیاز ایک ہی صف میں شانہ بشانہ خدا کے دربار میں سربسجود ہو جاتے ہیں ؎

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

(۴)

قرآن کریم نے حصولِ تقویٰ یعنی خشیت اللہ پیدا کرنے کے لئے اقامت الصلوٰۃ کو ایک بنیادی سرچشمہ قرار دیا ہے۔ اس کے لئے دو لفظوں اقامت اور الصلوٰۃ کے معنے جاننے ضروری ہیں۔ کیونکہ انہی الفاظ کا بار بار نماز کے حکم میں ہوا ہے۔ چنانچہ کہیں یقیمون الصلوٰۃ وارد ہوا ہے تو کسی جگہ اقیموا الصلوٰۃ کے الفاظ آئے ہیں اور کہیں حکماً اقم الصلوٰۃ اور کہیں دعائیہ انداز میں مقیم الصلوٰۃ کے الفاظ مذکور ہیں۔ اس لفظ اقام کا مادہ قومٌ ہے۔ چنانچہ عربی زبان میں قام الامر: اعتدل کام کو درست اور صحیح حالت میں رکھنا۔ قوّم: ازال اعوجاجہ ٹیڑھے پن کو دور کرنا۔ اور اس لفظ کے تمام مشتقات کے تمام معانی جو لغت میں استعمال ہوئے ہیں ان کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو اس کے جملہ آداب و شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس لحاظ سے اقامۃ الصلوٰۃ کے معنے یہ ہیں:۔

- نماز کو باقاعدگی سے بالالتزام ادا کیا جائے۔
- اس کی ظاہری اور باطنی شرائط کے مطابق ادا کیا جائے۔
- نماز کو باجماعت ادا کیا جائے
- نماز کے لئے باقاعدہ اہتمام کرنے اور دوسروں کو ترغیب دی جائے۔

○ — نماز خود بھی ادا کی جائے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی جائے تاکہ اس کا رواج ہو جائے۔

لفظ صلوٰۃ کا مادہ صَلَی ہے جس کے معنے جلنے اور آگ میں داخل ہونے کے ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ نماز میں رقّت اور سوز کا ہونا ضروری ہے جیسے یصلی النار الکبریٰ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۰۶)

نیز لفظ صلوٰۃ کی فلاسفی یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"صلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب بھونا جاتا ہے اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے۔ جب تک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور نہیں ہوتا۔" (ملفوظات جلد ۱)

—— (۵) ——

احادیث میں نماز نہ ادا کرنے والوں اور غفلت کرنے والوں کے لئے انتہائی انذاری کلمات وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

والذی نفسی بیدہ لقد هممت ان امر بحطب فيحتطب ثم امر بالصلوٰة فيؤذن بها ثم امر رجلا فيؤم الناس ثم اخالف الى رجال لا يشهدون الصلوٰة فاحرق عليهم بيوتهم۔ (مسلم)

یعنی اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس امر کا عزم صمیم کر لیا ہے کہ میں ایندھن جمع کرنے کا حکم دوں بعد ازاں وہ ایندھن باندھا جائے پھر میں نماز کا حکم دوں اور اسی کے لئے اذان بھی دی جائے پھر میں کسی شخص کو امامت کے لئے حکم دوں بعد ازاں میں خود ان مختلف لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو ان کے سمیت ہی آگ لگا دوں۔"

اس کے بالمقابل آپؐ پانچ وقت نمازوں کی مثال یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ارأيتم لو ان نهرًا بباب احدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات هل يبقى من درنه شئ؟ قالوا

لایبقی من درنہ۔ قال:
فذلک مثل الصلوات
الخمس یمحو اللہ بھن
الخطایا۔ (بخاری)

لوگو! بتاؤ تو سہی اگر کسی کے دروازے
کے سامنے ایک نہر جاری ہو جس میں
وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو،
کیا اس کے بدن پر کسی قسم کی میل
رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا: یا
رسول اللہ اس کے جسم پر ہرگز میل
نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا: یہی
کیفیت نمازوں کی ہے۔ خدا تعالیٰ
ان نمازوں کے ذریعہ گناہوں کو
مٹا دیتا ہے۔"

غسل کرنے سے جہاں ظاہری صفائی ہو جاتی
ہے وہاں جسم توانائی، صحت اور برودت بھی حاصل
کرتا ہے بعینہ نماز بھی انسان کو تسکین دیتی ہے۔
حدیث میں نماز کی اہمیت کے متعلق یہ آیا ہے:

ان اول ما یحاسب بہ یوم
القیامۃ الصلوٰۃ۔

روز قیامت میں سب سے پہلے محاسبہ
نماز کے متعلق ہی ہوگا۔"

چونکہ نماز حقوق اللہ میں سے سرفہرست ہے اور
محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادت ہے اور اس
کے دربار میں پانچ وقت حاضری کا نام ہے اس لئے
نماز کے متعلق محاسبہ بھی سب سے پہلے ہوگا۔

ایک دفعہ ایک صحابی حضرت عتبان بن مالک
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ
میں نابینا ہوں۔ رستہ خراب ہے اس لئے مسجد میں
آنے میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ اگر اجازت ہو
تو گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ حضور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کے ہاں اذان کی آواز
آتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر گھر میں
نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ آپ مسجد میں
ہی حاضر ہو کر نماز پڑھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
ایسے اشخاص کو خوشخبری ہو کہ جو مسجد میں رات کی تاریکی
کے وقت دُور کے فاصلہ سے آتے ہیں۔ ایک مقام
پر یہ بھی فرمایا ہے کہ جتنے زیادہ قدم چل کر مسجد
میں آؤ اس سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

وہ لوگ جو مسجد کی دُوری کا بہانہ بنا کر
نماز باجماعت مسجد میں ادا نہیں کرتے ان کے لئے
ارشادات بالا میں کسی عذر کی گنجائش نہیں ہے۔

(۶)

نماز باجماعت کی اہمیت کے بیان کرنے
کے بعد مسجد کے بعض ضروری آداب بھی اختصاراً
تحریر کئے جاتے ہیں کیونکہ آجکل اس امر کو نظر انداز
کیا جا رہا ہے۔

۱۔ مسجد نماز، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم
اور دینی امور کی سرانجام دہی کے لئے وقف

ہے۔ اس میں کوئی ایسا کام نہیں ہونا چاہیئے جو اس کے مذہبی تقدس اور دینی جذبہ کے خلاف ہو۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:۔

بسم اللہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک۔

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:۔

بسم اللہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔

۳۔ مسجد میں تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعت نفل پڑھنا موجب ثواب ہے۔

۴۔ نمازی کے آگے سے اس قدر قریب ہو کر گزرنا کہ اس کی نماز میں خلل واقع ہو سخت منع ہے اگر ضرورت ہو تو سجدہ کی جگہ سے کچھ فاصلہ چھوڑ کر گزرنا چاہیئے۔

۵۔ مسجد کو بہت صاف رکھنا چاہیئے اور کوئی خوشبودار چیز جلا کر مسجد کی ہوا کو صاف رکھنا چاہیئے۔ کوئی شخص ایسی چیز کھا کر جس سے بدبو پیدا ہوتی ہو مسجد میں نہ آئے۔ اگر ممکن ہو تو خوشبو لگا کر مسجد میں آنا چاہیئے۔ پاک وصاف کپڑوں اور جسم کے ساتھ آنا چاہیئے جس میں وقار ہو۔

۶۔ مسجد میں خرید و فروخت کرنا یا اس کی گفتگو کرنا منع ہے۔

۷۔ کسی گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں ناپسندیدہ ہے۔ اگر کوئی چیز مسجد میں گم ہوئی ہے تو اس کا اعلان مسجد میں کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ ایسے کم عمر بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہیئے جن کی وجہ سے مسجد کو پیشاب پاخانے وغیرہ سے ناپاک ہونے کا احتمال ہو اور جو شور کی وجہ سے نماز کو فاسد کر دیں۔

۹۔ جو لوگ مسجد میں دوسروں سے پیچھے پہنچیں ان کے لئے یہ پسندیدہ نہیں کہ لوگوں کے سروں اور کندھوں کے اوپر سے گزر کر آگے بیٹھیں بلکہ نمازیوں کو خود بخود ترتیب سے بیٹھنا چاہیئے۔

۱۰۔ جمعہ کے خطبہ کو پوری خاموشی اور وقار کے ساتھ سننا چاہیئے اور کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ خطبہ نماز اور عبادت کا حصہ ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔

(۷)

کئی احباب یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ کس عمر میں نماز فرض ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے متعلق واضح ارشاد فرماتے ہیں :۔

مُرُوا اولادکم بالصّلوٰۃ
وھم ابناء سبع سنین
واضربوھم علیھا وھم
ابناء عشر سنین ۔
(ابوداؤد)

بچے جب سات سال کے ہوں
تو اُن کو حکماً نماز کی تلقین کرو
اور اگر وہ دس سال کی عمر میں
نماز ادا نہ کریں تو اُن کو اس پر
سزا دو۔"

اس سے مقصد یہ ہے کہ اولاد کو بچپن سے ہی نماز کا عادی بنایا جائے تاکہ بڑے ہو کر اِس فریضۂ اسلام میں سُستی اور غفلت نہ کریں اِس حدیث کا تعلق براہِ راست والدین یا اِن مربی صاحبان سے ہے جو بچوں کی تربیت پر مامور ہوتے ہیں۔

(۸)

اسلامی موؤذن کی آواز جونہی گونجتی ہے اذان کے ترنم آمیز کلمات اپنی ساحرانہ تاثیر سے ہر گھر میں اِس امر کی تلقین کر رہے ہوتے ہیں کہ حَیَّ علی الصلوٰۃ۔ نماز کے لئے چلے آؤ۔ حَیَّ علی الفلاح - ہاں حقیقی کامیابی کی طرف چلے آؤ۔ گویا نماز کے فوائد میں کامیابی کا عنوان بیان کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز میں وہ کون سے فوائد ہیں جو انفرادی اور اجتماعی کامیابی کو لئے ہوئے ہیں۔

۱- نماز اجتماعی اور انفرادی اخلاق پیدا کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے جس کا اظہار قرآن کریم نے یوں کیا ہے اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔

۲- کامیابی کے لئے وقت کی پابندی کا ہونا بہت ہی ضروری ہوا کرتا ہے اور یہ چیز فریضۂ نماز میں رکھی گئی ہے۔ نماز کا معیّن وقت انسان کو پابند بنا دیتا ہے۔

۳- کسی کام پر التزام سے پابندی کرنا اور اس کو دائمی رنگ دینا بھی کامیابی کا بہترین حصہ ہے اور یہ خوبی نماز میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

۴- کامیابی کے لئے اتحاد اور اخوت کا ہونا ضروری ہے۔ اتحاد کے قیام میں نماز کا بڑا حصّہ ہے۔

۵- اجتماعی ترقی میں مساوات کا بڑا حصّہ ہوتا ہے جس معاشرہ میں ذات پات، رنگ ونسل اور طبقاتی تقسیم ہو جاتی ہے وہاں افتراق اور انشقاق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو کر حالات ناگفتہ بہ ہو جاتے ہیں۔ نماز میں مساوات کی تعلیم دی گئی ہے۔

۶- باہمی مواسات اور اخوّت کا سبق نماز

میں بڑے اچھے انداز میں دیا گیا ہے۔

۷- اطاعت اور تسلیم و رضا کا جذبہ فریضۂ نماز کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور اس خوبی سے معاشرہ میں سکون اور اعتدال پیدا ہوتا ہے۔

۸- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفّوا صفوفکم فانّ تسویۃ الصفوف من تمام الصّلوٰۃ کہ صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔ اس سے یہ سبق دینا مقصود ہے کہ دلوں کسی قسم کی کدورت نہ ہو اور ہمارے کام سیدھے ہوں، ان میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہ ہو۔ اور یہ خوبی کامیابی اور ترقی کا زینہ ہے۔

۹- نماز قبلہ رُخ ہو کر پڑھی جاتی ہے کیونکہ حکمِ خداوندی ہے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ فرزندانِ اسلام خواہ دنیا کے کسی حصہ میں آباد ہوں ان سب کو حکم ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اس میں سبق یہ دیا گیا ہے کہ اپنے مرکز سے وابستگی اور روابط وثیقہ رکھو۔ اور مسلمانوں کی ترقی ایک مرکز سے وابستہ ہے۔

۱۰- نماز کے ذریعہ قوتِ عملیہ کا احیاء ہے اور قوتِ عملیہ انفرادی اور اجتماعی ترقی میں بہت ممد ہوا کرتی ہے۔

(۹)

اسلام جو تصورِ ہستی باری تعالیٰ کا پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو مثبت اور افادی ماحول پیدا ہوتا ہے وہ نماز کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اور اسلام میں نماز کے قیام کا بنیادی فلسفہ بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے۔ اور اس ایمان کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان دن میں پانچ مرتبہ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اعتراف کرے :-

- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

جس دربار میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کا اعتراف کیا جائے اور پھر والہانہ انداز میں التجا کی جائے کہ اے خدا! تیری ان صفاتِ اربعہ کی وجہ سے میں ملتجی ہوں :-

اِيَّاكَ نَعْبُدُ

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اور ہم صرف تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں

اگر نماز کا حق ادا کیا جائے تو نیکی اور

عبادت خدا تعالیٰ کے ساتھ وصال کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

"اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔" (بخاری باب الایمان)

یعنی تُو خدا تعالیٰ کی عبادت اِس رنگ میں کر گویا تُو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تُو ایسا نہ کر سکے تو کم از کم خدا تعالیٰ تجھ کو دیکھ رہا ہے"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اور کس پُر شوکت انداز میں فرماتے ہیں :-

"سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان التزام کے ساتھ پانچوں نمازیں ان کے اول وقت پر ادا کرے اور فرض اور سُنّتوں کی ادائیگی پر مداومت رکھتا ہو اور حضورِ قلب، ذوق، شوق اور عبادت کی برکات کے حصول میں پُوری طرح کوشاں رہے کیونکہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگارِ عالم تک پہنچاتی ہے۔" (ملفوظات)

نماز کے ذریعہ ہی اطمینانِ قلب کا حصول ہوتا ہے :-
اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

نماز سے بڑھ کر اور ذکرِ الٰہی کیا ہو سکتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا :-

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

کہ نماز میرے ذکر کے لئے قائم کرو۔

مسلمانانِ عالم کی ہر قسم کی ترقی، اطمینان، خوشحالی صرف نماز میں ہے اور اُن کی جملہ مشکلات کا تریاق قیام الصلوٰۃ میں ہے کیونکہ فریضۂ نماز قیامِ اخلاق میں ممد ہے۔ اور جس قوم کے اخلاق اچھے ہوں گے وہی قوم ترقی کیا کرتی ہے۔ نماز کا بنیادی مقصد ہر قسم کی قباحتوں اور بدیوں کا انسداد ہے۔ اور نماز کے ذریعہ خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ خشیت اللہ ایک ایسی زبردست قدغن ہے جو انسان کو بدیوں اور بُرائیوں سے فوراً روک لیتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان

دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے
ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا
کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی
عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۴۷)

نیز ایک احمدی کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام
نہیں کرتا وہ میری جماعت میں
سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح)

نیز فرماتے ہیں:۔

"نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی
دانے کے لئے ٹھونگ مارتی
ہے بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو۔
اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز
مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ
دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی
مادری زبان میں بہت دعا کیا کرو
تا اس سے سوز و گداز کی تحریک
ہو۔ اور جب تک سوز و گداز نہ ہو
اسے ترک مت کرو کیونکہ اس
سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور
سب کچھ ملتا ہے۔"

(بدر ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء)

اُذکروا موتاکم بالخیر

عم بزرگوار حضرت مولوی وزیر الدین

رضی اللہ عنہ

خاکسار کے عم بزرگوار حضرت مولوی وزیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگریاں ضلع ہوشیارپور کے متوطن اور ورنیکلر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اور ان بزرگوں میں سے تھے جو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور سے قبل ہی کمال بیتابی سے حضور ؑ کے منتظر تھے۔ چنانچہ جب براہین احمدیہ کا اشتہار اُن تک پہنچا تو اُن کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اور فی الفور کتاب خرید کر کتاب اور مؤلف کتاب کے دل و جان سے عاشق زار ہو گئے۔ ان کا نمبر بیعت کنندگان میں ۷۴۱ ہے۔ ہر سال چھٹیوں میں دُور دراز کا سفر اختیار کر کے قادیان حاضر ہوتے اور حضور ؑ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔

(محترم ماسٹر عطا محمد صاحب استاذ الجامعۃ الاحمدیہ)

"خالد" کو ضرورت ہے آپ کے بلند پایہ نظم و نثر رشحات قلم کی!

(ادارہ)

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

ربوہ

(اس عنوان سے چٹان کی ایک نظم کے جواب میں)

پاسباں ہے خواجۂ کونینؐ کی ناموس کا
ایک آوازہ ہے ربوہ دین کے ناقوس کا
نشأۃِ نو کی ہیں ہر قلب و نظر میں جھلکیاں
کام کیا ہے مردِ مومن سے دلِ مایوس کا
پھولتا پھلتا رہے گا یہ بفضلِ ایزدی
ڈوبتا جائے گا بیڑہ مفسدِ منحوس کا
اس کے سب پیر و جواں ہیں واقفِ رمزِ حیات
شاہِ بطحاؐ کا کرم ہے لطف ہے قدوس کا
اس کا آغوشِ محبت حاملِ دینِ متیں
مسکنِ نو رومی و رازی و جالینوس کا
ہے مدینہ کا یہ چاکر اور مکہ کا غلام
نور ہے اس میں درخشاں دین کے فانوس کا
ساری دنیا ایک دن اپنائیگی اس کا نظام
اس کے گن گائیگا اک دن ذرہ ذرہ روس[1] کا

---

[1] سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق روس میں احمدیت اس طرح پھیلے گی جس طرح صحرا ریت کے ذروں سے بھرا ہوتا ہے۔

بزرگانِ سلف کی بعض کتابوں میں تبدیلی کا ناپاک منصوبہ

احمدیت کے مقابل علمی شکست کا ردِّ عمل!

(از جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

تحریکِ احمدیت کے علم کلام کی برتری، حقانیت اور فتحِ مبین کا دستاویزی ثبوت یہ بھی ہے کہ غیر احمدی علماء نے سلسلہ احمدیہ کے زبردست دلائل، منقولی شواہد اور فیصلہ کن حقائق کے مقابل علمی طور پر عبرت ناک شکست کھا جانے کے بعد اپنے ہی مسلّمہ بزرگانِ سلف کی کتابوں میں ردّ و بدل کرنا شروع کر دیا ہے، اُن کے جدید ایڈیشنوں میں ترمیم کر کے اُن کو اپنے معتقدات کے سانچہ میں ڈھالا جا رہا ہے۔ بعض کتابوں کے متن میں سے صفحوں کے صفحے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض تراجم میں سے عہدِ اوّل کے بہت سے علماءِ ربانی اور صوفیائے عظّام کے ایسے واقعات و فرمودات کو نہایت پُر اسرار طریق سے نکالا جا رہا ہے جو احمدی مناظر قیامِ پاکستان سے قبل سالہا سال تک اپنے مباحثوں میں پیش کیا کرتے تھے اور جن کا ایک معتدبہ حصہ احمدیہ لٹریچر میں محفوظ ہے اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی تاریخ کا ایک دائمی حصہ بن چکا ہے۔

اس ضمن میں یہاں تک بے باکی اور دیدہ دلیری کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ خود تراشیدہ اور من گھڑت الفاظ یا فقرات کو بلا تامل اسلام کی گزشتہ بلند پایہ شخصیتوں کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

قدیم اسلامی لٹریچر میں ترمیم و تنسیخ اور حذف و اضافہ کا یہ منصوبہ وسیع پیمانے پر منصہ شہود پر آچکا ہے اور اس کا دائرہ نثر اور نظم دونوں پر حاوی ہے اور مواعظ و خطبات، سیرۃ و سوانح، تصوف، عقائد اور کلام و حدیث کی کتابوں تک ہی نہیں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر تک جا پہنچا ہے۔

موجودہ ابتدائی تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل کتابیں قطعی طور پر ردّ و بدل کی اس سازش کا شکار ہو چکی ہیں۔

۱۔ مجموعہ خطب (مؤلفہ مولانا محمد مسلم صاحب مرحوم)
۲۔ معراج نامہ (مولوی قادر یار صاحب مرحوم)
۳۔ تذکرۃ الاولیاء (تصنیف حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)
۴۔ الاربعین فی احوال المہدیین (مؤلفہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)
۵۔ شمائل ترمذی (از حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

۶- صحیح مسلم شریف (حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ)

۷- تفسیر مجمع البیان (حضرت الشیخ فضل ابن الحسن الطبرسی المشہدی)

۸- ترجمہ قرآن کریم (از حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مجموعہ خطب

انیسویں صدی کے مسلم پنجابی اہلسنت والجماعت کے ایک مشہور عالم وخطیب مولانا محمد مسلم (ولادت ۱۸۰۵ء وفات ۱۸۸۰ء) گزرے ہیں جن کو جامع البرکات والکمالات کا خطاب دیا جاتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب "گلزار آدم" "گلزار موسیٰ"، "گلزار سکندری"، "گلزار محمدی"، "تاثیر الصلوٰۃ" اور "تقویۃ الاسلام" وغیرہ پنجابی کتابوں کے مؤلف تھے۔[۱] آپ کا لکھا ہوا مجموعہ خطب بہت مقبول ہے جس کے مواعظ اور اشعار شہروں اور دیہات میں منبروں پر مدتوں تک گونجتے اور بڑے شوق اور ذوق سے سنائے جاتے رہے ہیں۔ آپ کے مجموعہ خطب میں ایک شعر یہ درج تھا ؎

اسمٰعیل اسحٰق نہ رہیا موسیٰ عیسیٰ نالے
ہور الیاس داؤد پیغمبر پیتے اجل پیالے

(مجموعہ خطب صفحہ ۱۴ مطبوعہ ۱۳۱۹ ہجری ۱۹۰۲ء مطبع مفید عام لاہور)

یعنی حضرت اسمٰعیل، اسحٰق نیز موسیٰ اور عیسیٰ بھی نہ رہے۔ اسی طرح الیاس اور داؤد پیغمبر نے بھی موت کے پیالے پی لئے۔

پہلے مصرعہ سے چونکہ وفات حضرت عیسیٰ کے احمدی نظریہ کی صریح تائید ہوتی تھی اور صاف طور پر کھل جاتا تھا کہ جماعت احمدیہ ہی آج اہلسنت والجماعت کے قدیم عقائد پر گامزن ہے اسلئے اس رسالہ کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا گیا ہے جس میں مندرجہ بالا شعر کو بدل کر یہ الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں ؎

اسمٰعیل اسحاق نہ رہیا ہارون موسیٰ نالے
لوط اتے داؤد پیغمبر پیتے اجل پیالے

("مجموعہ خطب پنجابی" صفحہ ۱۲ ناشر سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور[۲])

معراج نامہ

زبانِ اردو میں معراج نامہ کے نام سے صوفی اسلام اللہ اکبر آبادی، شفیق اورنگ آبادی، نوازش علی خان شیدا، محمد باقر آگاہ، تصوف حسین واصف اکبر آبادی اور دوسرے ارباب سخن نے متعدد رسالے شائع کئے۔ مگر پنجاب میں جو پنجابی اور منظوم

---

[۱] پنجابی شاعروں کا تذکرہ (پنجابی) مؤلفہ میاں مولا بخش کشتہ امرتسری صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ٹمپل روڈ لاہور۔

[۲] "مجموعہ خطب پنجابی" کے دونوں ایڈیشن راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

معراج نامہ مقبولِ خاص و عام ہوا وہ مولوی قادر بخش صاحب المتخلص قادر یار مرحوم (ولادت ۱۸۰۲ء وفات ۱۸۹۲ء) کا تھا[1]۔ اس معراج نامہ کے تمام پُرانے نسخوں میں یہ شعر آج تک موجود ہے ؎

چُپ محمد حرف نہ کیتا سُتا نال غمی دے
دھانا رُوح جنابے خوابوں بُت مقام زمیں تے

دوسرے مصرعہ میں معراج کی اِس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ اِس اعجازی واقعہ کے دوران آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ اقدس خواب میں اپنے خدا تک پہنچی تھی مگر جسدِ اطہر زمین پر ہی رہا تھا۔ اِس مصرعہ سے چونکہ معراجِ روحانی پر مُہرِ تصدیق ثبت ہوتی تھی اسلئے معراج نامہ کے جدید ایڈیشن تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس کی بجائے مصرعہ ثانی یہ لکھ دیا گیا ہے ع

"دھانا رُوح جنابے خوابوں بُت سمیت چلیندے"

(معراج نامہ مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور[2])

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح جنابِ الٰہی میں ایسی صورت میں حاضر ہوئی کہ آپ اپنے بُت (یعنی جسمِ خاکی) سمیت چل کر گئے۔

---

[1] ماچھیکے متصل ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں آپ کی قبر ہے ("پنجابی شاعروں کا تذکرہ" پنجابی صفحہ ۱۶۳)

[2] اس کتاب کے دونوں ایڈیشن راقم الحروف کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء

دُنیائے اسلام کے ممتاز صوفی اور نامور عارف حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۱۸ ہجری / ۱۲۲۱ء) بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ جن میں تذکرۃ الاولیاء کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی ہے یہ کتاب کثیر التعداد اولیاء و صوفیاء کے ایمان پرور حالات و شمائل کا بہترین ماخذ اور تصوفِ اسلامی کا نچوڑ تسلیم کی جاتی ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے جس کا پہلا مستند اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جناب عطاء الرحمٰن صاحب صدیقی دہلوی کے قلم کا رہینِ منت ہے جو ملک چنن دین صاحب نقشبندی مجددی تاجر کتب منزلِ نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور نے اپریل ۱۹۲۵ء میں بصرفِ زرِ کثیر نہایت صحت سے چھپوایا تھا۔

اِس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے علمِ کلام کی تائید یا اس پر اعتراضات کے جواب میں بکثرت سے حوالے ملتے ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ سلسلہ احمدیہ کی دیگر کُتب کے علاوہ جماعت کے مشہور مناظر خالدِ احمدیت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادمؓ کی "احمدیہ پاکٹ بک" میں بھی موجود ہے۔ احمدیہ لٹریچر یا مناظرات میں "تذکرۃ الاولیاء" سے منقول جن بزرگوں کے اقوال و واقعات سے استنباط کیا جاتا رہا ہے اُن کے نام یہ ہیں:-

حضرت امام جعفر صادقؒ (المتوفی ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء)

حضرت حسن بصریؒ (المتوفی ۱۱۰ھ / ۷۲۸ء) حضرت بایزید بسطا

(المتوفی قریباً ۲۶۱ھ / ۸۷۵ء) حضرت سری سقطیؒ (المتوفی ۲۵۳ھ / ۸۶۷ء) حضرت سفیان ثوریؒ (المتوفی ۲۰۵ھ) حضرت امام ابو حنیفہؒ (المتوفی ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء) حضرت یحییٰ معاذ الرازیؒ (المتوفی ۲۵۸ھ / ۸۷۱ء) حضرت شبلیؒ (المتوفی ۳۳۴ھ / ۹۴۶ء) حضرت ابو الحسن النوریؒ (المتوفی ۲۹۷ھ / ۹۱۰ء) حضرت محمد بن علی الحکیم الترمذیؒ (المتوفی ۲۵۵ھ / ۸۶۹ء) حضرت ابوبکر واسطیؒ (المتوفی ۳۰۸ھ / ۹۲۱ء) حضرت رابعہ العدویہؒ (المتوفاة ۱۸۵ھ / ۸۰۱ء) حضرت ابو الفضل حسن سرخسیؒ، حضرت ابو الحسن خرقانیؒ (المتوفی ۳۷۶ھ / ۹۸۶ء) حضرت جنید بغدادیؒ (المتوفی ۲۹۸ھ / ۹۱۱ء) حضرت حسین منصورؒ (المتوفی ۳۰۹ھ / ۹۲۲ء) حضرت ابو القاسم نصر آبادی (المتوفی ۳۷۲ھ / ۹۸۳ء)۔ مندرجہ بالا بزرگوں کے اقوال و واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ :-

(۱) الہام مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی علامت ہے۔

(۲) خاکساری اور فروتنی، بزرگی و ولایت کا لازمی وصف ہے ؎

تذلّل ہے رہِ درگاہِ باری!

(۳) عالمِ کشف و رؤیا میں بعض ایسے نظارے بھی اولیاء اللہ کو دکھائے جاتے ہیں جو اگر مادی دُنیا میں رونما ہوں تو خلافِ شریعت قرار دیئے جائیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا ہونے والے پہلے بزرگوں کو بڑے بڑے مقامات سے نوازا گیا اور انہوں نے اپنی شان کے متعلق بڑے بڑے دعاوی کئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ روحانی کی برکت کا کرشمہ ہے۔

(۵) بعض اوقات خواب میں دکھائی دینے والی بعض چیزیں خارج میں مادی صورت بھی اختیار کر لیتی ہیں جیسا کہ اولیائے اُمت کے رُوحانی تجربوں اور مشاہدوں سے ثابت ہے۔

(۶) علماءِ ظواہر نے اپنی بے بصیرتی کی وجہ سے ہمیشہ ہی بزرگانِ اُمت پر اُن کے زمانہ میں کفر کے فتوے عائد کئے ہیں۔

(۷) 'خاتم اولیاء' کے معنے ولیوں کے سردار کے اور 'خاتم الانبیاء' کے معنے نبیوں کے سردار کے ہیں۔

(۸) 'حیض' کا استعارہ گزشتہ صوفیوں اور بزرگوں کے ہاں زیرِ استعمال رہا ہے۔ لہٰذا اس کا مذاق اڑانا دُنیائے تصوف کے رموز و اسرار سے قطعی ناواقفی کی دلیل ہے۔

(۹) بعض کرامات جن کی بناء پر حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے اُن کے نمونے ہمیں پہلے اولیاء کی زندگی میں بھی ملتے ہیں۔

(۱۰) کسی شخص یا مقبرہ کے بہشتی قرار دیئے جانے کا انکشاف پہلے بزرگوں پر بھی ہوتا رہا ہے۔

(۱۱) بعض مقامات کی زیارت، گزشتہ بزرگوں کے اقوال کے مطابق ظلّی حج کا رنگ رکھتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے جب کتابوں اور مناظروں

کے ذریعہ عام مسلمان پبلک کے سامنے یہ تحریرات پیش کی گئیں اور ثابت کر دیا گیا کہ احمدیت کسی نئے مسلک یا مکتبِ فکر کا نام نہیں ہے اور حضرت بانی جماعت احمدیہ[1] اس مقدس قافلہ کے ایک ممتاز فرد ہیں جس میں تیرہ سو سالہ بزرگانِ اُمت شامل ہیں تو مخالف علماء حیران رہ گئے اور اُن کے لئے اِس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ وہ "تذکرۃ الاولیاءؒ" کا ایک ایسا ترجمہ عوام کو دیں جو احمدیوں کے پیش کردہ حوالوں سے معرّا اور خالی ہو۔ جس پر "علامہ عبدالرحمٰن صاحب شوق" امرتسری نے خاص اسی نقطۂ نگاہ سے قلم اُٹھایا اور ایک اور ترجمہ کیا جس کا ایک ایڈیشن ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجرانِ کتب کشمیری بازار لاہور نے ۱۹۵۶ء میں سپردِ اشاعت کیا۔ علامہ عبدالرحمٰن صاحب شوق نے اِس ایڈیشن میں احمدیت کی مخالفت کے جوش میں ۱۹۲۵ء کے مستند اور بامحاورہ اُردو ترجمہ کے مندرجہ ذیل مقامات پر خطِ تنسیخ کھینچ کر ان کو اپنے ترجمہ سے یکسر خارج کر دیا۔ حالانکہ تذکرۃ الاولیاءؒ فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ء) مطبع محمدی لاہور میں یہ سب حوالے موجود ہیں[2]۔ حذف شدہ فرمودات ذیل میں ملاحظہ فرمایئے اور پھر سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے سوچیئے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے لیکر آج تک کے تمام معترض علماء ظواہر اگر اُن پاک نہاد اور خدا نما بزرگوں کے زمانہ میں ہوتے جن کے ارشادات کو احمدیت کی مخالفت کے باعث حذف کیا جا رہا ہے تو کیا وہ اسلام کی ان مائیہ ناز ہستیوں کو بھی غیر مسلم اور کافر نہ قرار دیتے ؟؟

۱۔ "منقول ہے کہ کسی آدمی سے آپؒ[1] نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا حج کو۔ پوچھا کچھ پاس ہے؟ کہا دو سو درم۔ فرمایا یہ مجھے دو کیونکہ میں عیالدار ہوں اور سات بار میرے گرد پھر کر واپس چلا جا۔ تیرا حج یہی ہے۔ اس نے ویسا ہی کیا اور واپس چلا گیا[2]۔"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۲۔ "منقول ہے کہ ایک روز آپؒ[3] اصحاب سمیت کسی کوچہ میں سے جا رہے تھے سامنے سے کتا آیا تو آپ نے اُسے رستہ دیا۔ یہ دیکھ کر ایک مرید کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو معزز بنایا ہے اور آپ اتنی قدر سلطان العارفین ہیں پھر آپ اپنے اور سارے صادق مریدوں پر کتے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عزیز! اس کتے نے

---

[1] ولادت ۱۸۳۵ء۔ [2] تذکرۃ الاولیاء فارسی (۱۳۰۶ھ) اس کا پہلا مستند ترجمہ نیز تحریف و تبدیل شدہ ایڈیشن خلافت لائبریری ربوہ سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

[1] حضرت ابو یزید بسطامیؒ [2] تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۹۳ مطبوعہ ۱۳۰۶ھ [3] حضرت ابو یزید بسطامیؒ

زبانِ حال سے بایزید کو کہا تھا کہ ازل میں مجھ سے کونسا ایسا قصور ہوا جس کے عوض مجھے کتا بنایا گیا اور تو نے کونسا نیک کام کیا جسکے عوض تجھے سلطان العارفین بنایا گیا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے راستہ دیدیا۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۳۔ "فرمایا کہ مجذوب کی کئی ایک منازل ہیں چنانچہ بعض کو نبوت کا تیسرا حصہ ملتا ہے اور وہ خاتم الاولیاء اور تمام اولیاء کا سردار ہوتا ہے جیسا کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء اور تمام انبیاء کے سردار تھے۔ اور نبوت آنحضرت پر ختم تھی۔" (اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۴۲۲ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۴۔ "جس طرح عورتوں کو حیض آتا ہے اسی طرح مریدوں کے لئے راہِ ہدایت میں حیض ہے۔ مرید کی راہ کا حیض گفتگو سے آتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں جو ناپاک حالت میں رہتے ہیں کبھی پاک ہی نہیں ہوتے اور بعض ایسے ہیں جن کو یہ حیض لاحق ہی نہیں ہوتا وہ ساری عمر پاک رہتے ہیں۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۴۷ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۵۔ "جب سے میں نے اپنی والدہ کے شکم میں جنبش کی اس وقت سے لیکر اب تک کے سارے واقعات جو پیش آئیں گے بے کم و کاست بیان کر سکتا ہوں۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۱۹ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۶۔ "میں ماسوائے اللہ سے زاہد ہو گیا۔ پھر جب میں نے اپنے آپ کو بلایا تو حق تعالیٰ سے آواز آئی۔ میں نے خیال کیا کہ اب میں خلقت سے آگے بڑھ گیا ہوں میں لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے محرم ہو گیا۔ پھر حج کرنے لگا اور وحدانیت میں جب طواف کرنے لگا تو بیت المعمور نے میری زیارت کی۔ کعبہ نے میری تسبیح پڑھی۔ ملائکہ نے میری تعریف کی۔ پھر ایک نور نمودار ہوا جس میں

ا؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۹۶ مطبوعہ ۱۳۰۶ھ ؎ حضرت محمد علی حکیم الترمذی ؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ ۱۳۰۶ھ ؎ قول حضرت ابوبکر واسطی ؎

؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۳۰۹ ؎ یعنی حضرت ابوالحسن خرقانی ؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ صفحہ ۳۳۷ ؎ حضرت ابوالحسن خرقانی ؎

حق تعالیٰ کا مقام تھا۔ جب اس مقام میں
پہنچا تو میری ملکیت میں کوئی چیز بھی نہ رہی[1]۔"
(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۲۱
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۷۔ "نیز فرمایا کہ میں[2] بایزید اور اویس قرنی
ایک ہی کفن میں تھے[3]۔"
(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۲۶
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۸۔ "نیز فرمایا کہ کبھی تو میں اس کا ابوالحسن ہوں
اور کبھی وہ ابوالحسن ہے یعنی جب میں فنا
ہوتا ہوں تو میں وہ ہوتا ہوں[5]۔"
(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۲۷
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۹۔ "نیز فرمایا کہ ایک روز اللہ تعالیٰ سے آواز
آئی کہ جو شخص تیری[6] مسجد میں داخل ہوگا
اس کے گوشت اور پوست پر دوزخ
کی آگ حرام ہو جائے گی اور جو بندہ
تیری مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرے گا
خواہ تیری زندگی میں خواہ تیری زندگی کے
بعد وہ قیامت کے دن عابدوں میں
اُٹھے گا[1]۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۲۹
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۱۰۔ "میں[2] نے جب اللہ تعالیٰ سے درخواست کی
کہ مجھے میری اصلی حالت دکھائی جائے تو
اس نے دکھا دی اور وہ یہ کہ میں ایک
میلے کچیلے ٹاٹ کی طرح ہوں۔ میں نے
دیکھ کر عرض کی کہ کیا میں ایسا ہی ہوں؟
آواز آئی کہ ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ
پھر یہ ارادت، محبت، شوق اور تضرع
کیا ہے؟ آواز آئی کہ وہ سب کچھ ہماری
طرف سے ہے اور تو یہی ہے جو دیکھ چکا
ہے۔ جب میں نے اس کی طرف اسکی ہستی
سے دیکھا تو مجھے اپنی ہستی سے نکالا۔ پس
اپنے آگے دیکھا تو میں اپنی نیستی سے نکلا
اور اپنے اندوہ کے زانو پیچھے آزردہ دل
ہو کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یہ میرا کام نہیں[3]۔"
(اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۵۰
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۱۱۔ "پیغمبر[4] خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
کہ بعض قبرستان ایسے ہوں گے کہ

۱؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۲۳۹ ۲؎ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ۳؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۲۴۲
۴؎ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ۵؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۲۴۳ ۶؎ مراد حضرت ابوالحسن خرقانیؒ۔

۱؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۳۶۱ ۔
۲؎ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ۳؎ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۳۶۰-۳۶۱ ۴؎ قول حضرت ابوالقاسم نصرآبادی۔

ان کے چاروں کو نے پکڑ کر اسے بغیر حساب کے بہشت میں ڈال دیں گے۔ ان میں سے ایک بقیع بھی ہے [1]۔"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صـ۶۱۶
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

مذکورہ ایڈیشن میں علامہ عبدالرحمٰن صاحب شوق نے اگرچہ احمدیہ علم کلام کی مؤید عبارتوں کو اپنی کتاب سے خارج کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تاہم خوش قسمتی سے بعض حوالے ہنوز اس ایڈیشن میں ایسے بھی رہ گئے جن سے احمدی فائدہ اٹھا سکتے تھے لہٰذا ضرورت پڑی کہ بقیہ تمام حوالے بھی چُن چُن کر نکال باہر کئے جائیں تا آئندہ نسلیں "تذکرۃ الاولیاء" کے مطالعہ کے نتیجہ میں احمدیت سے متاثر نہ ہو جائیں۔ یہ کٹھن فریضہ جناب سید رئیس احمد صاحب جعفری [2] نے نہایت خوبی اور کمال محنت و عرقریزی سے انجام دیا۔ چنانچہ انہوں نے "نیا تذکرۃ الاولیاء" لکھا جس کے پہلے حصہ میں اصل "تذکرۃ الاولیاء" کا اپنے مفید مطلب خلاصہ شامل کیا اور حصہ دوم میں برصغیر پاک و ہند کے بعض صوفیاء کے حالات درج کئے۔ اس مصلحت آمیز کارروائی کے نتیجہ میں جو حوالے قارئین کی آنکھوں سے مستقل طور پر اوجھل ہو گئے وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۔ "نیز فرمایا [3]: کہ الہام مقبولوں کا وصف ہے اور بغیر الہام استدلال کرنا مردودوں کا فعل ہے [4]۔"

(اردو ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صـ۱۵
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۲۔ "منقول ہے کہ ایک روز یہ حدیث پڑھی گئی "اٰخرُ مَن یخرجُ مِن النّارِ یُقالُ لہٗ نہاد" یعنی اس اُمّت میں سے سب سے آخر جو دوزخ سے نکلے گا وہ اسّی ہزار سال بعد نکلے گا اور جس کا نام نہاد ہوگا۔ یہ سُن کر فرمایا [5] کاش! وہ نہاد حسن ہی ہوتا۔"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صـ۲۷
مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۳۔ "منقول ہے کہ حسن بصری رح کا ایک آتش پرست ہمسایہ شمعون نام بیمار ہوا۔ جب اُس کی حالت نازک ہو گئی تو کسی نے آکر آپ نے اطلاع دی کہ اپنے ہمسایہ کی خبر تو پوچھیں۔ آپ اس کے پاس آئے دیکھا کہ آگ کے دھوئیں کے مارے سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اب تو خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ ساری عمر تو تم نے [6]

۱۔ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صـ۴۰۹ ۲۔ وفات ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء ۳۔ حضرت امام جعفر صادق رض۔

۴۔ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صـ۱۱۔ ۵۔ حضرت حسن بصری رح ۶۔ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صـ۲۱۔

آگ اور دھوئیں میں بسر کی اب تو اسلام قبول کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے شمعون نے کہا تین باتیں مجھے اسلام سے روکتی ہیں۔ ایک یہ کہ تم دنیا کو بُرا کہتے ہو اور پھر دن رات اس کی تلاش میں رہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو حق سمجھتے ہو۔ پھر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔ تیسرے یہ کہ دیدارِ حق کے قائل ہو اور پھر زندگی میں ایسے کام کرتے ہو جو سراسر اس کی رضا کے برخلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علامت آشناؤں کی ہے۔ پس اگر مومن ایسا کرتے ہیں تو تم کیا کر رہے ہو۔ وہ اس کی بیگانگی کے اقراری ہیں اور تم نے آتش پرستی میں عمر بسر کر دی ہے۔ آگ جس کی پرستش تم نے ستر سال کی ہے تمہیں اور مجھے دونوں کو جلا دے گی اور تیرا کچھ لحاظ نہ کریگی۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آگ کی مجال نہیں کہ میرے بدن کا ایک بال بھی جلا سکے خواہ آزما لو۔ آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالتے ہیں پھر تمہیں آگ کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ کی قدرت معلوم ہو جائے گی۔ یہ کہہ کر دونوں نے آگ میں ہاتھ رکھے۔ آگ نے ذرّہ بھر اثر نہ کیا۔ جب شمعون نے یہ دیکھا تو حالت بدل گئی، دل میں محبت پیدا ہوئی اور حسن رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں ستر سال تو آتش پرستی کرتا رہا اب چند ایک دم باقی ہیں ان میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ فرمایا بہتر یہی ہے کہ تو مسلمان ہو جائے کہا اگر آپ اس بات کی نوشت دیدیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں کرے گا تو میں مسلمان ہو جاتا ہوں۔ آپ نے خط لکھ دیا شمعون نے کہا اس پر عمائدِ بصرہ گواہی کے دستخط کریں۔ جب وہ دستخط ہو گئے تو آپ نے وہ خط شمعون کو دیا شمعون زار زار رویا اور مسلمان ہو گیا اور حسن بصریؒ کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو آپ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دیں اور قبر میں دفن کر کے یہ خط میرے ہاتھ میں دیں تاکہ میرے پاس دلیل ہو۔

اسلام لا کر وہ مر گیا آپ نے اس کی وصیت کے مطابق کام کیا چنانچہ خود غسل دیا۔ نمازِ جنازہ کی اور دفن کیا۔ آپ کو اس رات فکر کے مارے نیند نہ آئی۔ ساری رات نماز ادا کرتے رہے۔ اپنے دل میں کہتے تھے کہ میں نے کیا کیا۔ میں تو خود ہی ڈوبا ہوا ہوں دوسرے کو کس طرح بچاؤں گا۔ مجھے اپنے ہی ملک پر دسترس نہیں تو پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے ملک کے بارے میں کیونکر نوشت دے دی۔

اسی اندیشے میں آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتے
ہیں کہ ذوالنون مصریؒ تاج رکھے اور حلہ زیب تن
کئے ہوئے بہشت میں ہنسی خوشی ٹہل رہا ہے
پوچھا کیا حالت؟ کہا دیکھ لو پوچھتے کیا ہو۔
مجھے اپنے فضل و کرم سے اس مقام میں جگہ
دی، اپنا دیدار دکھایا اور جو جو کچھ فضل و کرم
میرے حق میں کیا وہ عبارت میں ادا نہیں
ہوسکتا۔ اب آپ بری الذمہ ہیں۔
یہ لو اپنا خط مجھے اس کی ضرورت
نہیں جب آپ بیدار ہوئے تو وہی
خط ہاتھ میں دیکھا۔"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۰-۳۱)

۴۔ "منقول ہے کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ
چودہ سال راستہ طے کر کے کعبے پہنچے۔
آپؒ نے یہ ٹھانی تھی کہ اور لوگ تو قدموں
چل کر پہنچتے ہیں میں آنکھوں کے بل جاؤں گا۔
پس ہر قدم پر آپ دو رکعت نماز ادا کرتے
کرتے مکے پہنچے تو وہاں پر خانہ کعبہ کو نہ دیکھ کر
کہا یہ کیا حادثہ ہے۔ شاید میری بینائی میں
خلل آگیا ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ تمہاری
بینائی میں فرق نہیں بلکہ خانہ کعبہ ایک ضعیفہ
کے استقبال کے لئے گیا ہے۔ جو ادھر
آرہی ہے۔ غیرت کے مارے آپ
پکار اٹھے کہ وہ کون ہے؟ اتنے میں دیکھا
کہ رابعہ بصریہؒ عصا ٹیکتی ہوئی آرہی ہیں۔
پھر کعبہ بھی اپنے اصلی مقام پر آگیا۔"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۷)

۵۔ "اگر پیغمبر میں معجزہ ہے تو ولی میں کرامت
ــــ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کی برکت سے من رد
دانقًا من الحرام فقد
نال درجة النبوّة" جس
نے حرام کی ایک دمڑی اس کے
مالک کو واپس کر دی اسے نبوت کا
درجہ مل گیا۔ اور نیز فرمایا کہ سچا خواب
نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔"

(اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۹۶)

۶۔ "منقول ہے کہ جب آپؒ مسجد میں جاتے تو
کھڑے روتے رہتے۔ لوگ پوچھتے کیوں؟
فرماتے: اپنے تئیں حیض والی عورت
کی طرح پاتا ہوں۔"

(اردو ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۸)

۷۔ "پوچھا مجاہدوں میں آپ کی کیفیت کیا رہی؟
فرمایا میں سولہ سال محراب میں رہا

---

۴ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۲۳ ۵ حضرت رابعہ العدویہؒ

۵ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۴۲ ۶ قول حضرت رابعہ العدویہؒ ۷ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۴۴ ۸ حضرت ابو یزید بسطامیؒ ۹ تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۹۲

اور اپنے تئیں حیض والی عورت کی طرح جانتا تھا[1]" (ایضاً صفحہ ۱۵۱)

۸- "ایک دفعہ خلوت میں آپؒ[2] کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا سبحانی ما اعظم شانی۔ میں پاک ہوں میری شان کیا ہی بڑی ہے۔ جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے کہا آپ نے یہ کلمہ کہا تھا فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر دوسری مرتبہ مجھ سے یہ کلمہ سنو تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ پھر آپ نے ہر ایک مرید کو چھری دی۔ جب پھر یہ کلمہ صادر ہوا تو مریدوں نے قتل کا ارادہ کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سارا مکان آپ سے پُر ہو گیا ہے۔ مرید چھریوں کا وار کرتے لیکن کارگر نہ ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی پر چھری مار رہے ہیں۔ جب گھڑی بعد وہ صورت چھوٹی ہوتی اور آپ کا قد و قامت نمودار ہوا جیسے کہ ممولا محراب میں تو ساری حالت مریدوں نے عرض خدمت کی۔ فرمایا بایزید یہ ہے جو تمہارے رُوبرو ہے وہ بایزید نہ تھا[3]" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ۱۲۹ مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور)

۹- "کسی نے آپؒ[4] سے پوچھا کہ عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کُرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا لوح و قلم کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ لوگوں نے کہا کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ فرمایا میں ہی ہوں۔ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے بندے جبرائیل میکائیل اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے سے بھی ہیں؟ فرمایا میں ہوں۔ وہ شخص خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص حق میں محو ہو جاتا ہے تو حق بن جاتا ہے۔ اور جو کچھ ہے حق ہے۔ اگر ایسی صورت میں وہ سب کچھ ہو تو کوئی تعجب نہیں[5]۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۹)

۱۰- "چنانچہ بایزیدؒ کو لوگوں نے کہا کہ قیامت کے دن ساری خلقت محمدیؐ جھنڈے تلے ہوگی تو اس نے کہا کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے زیادہ ہے خلقت میرے جھنڈے تلے کھڑی ہوگی[6]۔" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ۱۶۳)

---

[1] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۱۱۱ [2] حضرت بایزید بسطامیؒ [3] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۹۱

[4] حضرت بایزید بسطامیؒ [5] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۱۱۲ [6] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۹

۱۱۔ "اسی طرح لوائی اعظم مین لوائے محمد و سبحانی ما اعظم شانی۔ میرا نشان نشانِ محمدی سے بڑا ہے اور مَیں پاک ہوں اور میری شان کیا ہی اعلیٰ ہے[م]"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۳)

۱۲۔ "آپ[ؒ] بصرے میں بیمار پڑ گئے۔ امیر بصرہ نے آپ کو بلا بھیجا تو آدمیوں نے آپ کو ایک بیمار پایا۔ آپ کو اسہال کی بیماری تھی لیکن عبادت سے ایک دم بھی آرام نہیں لیتے تھے۔ اُس رات حساب کیا تو آپ نے ساٹھ مرتبہ اُٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کی۔ لوگوں نے کہا آپ وضو تو نہ کریں۔ فرمایا مَیں چاہتا ہوں کہ جب عزرائیل آئے تو پاک ہوں نہ کہ پلید۔ کیونکہ پلیدی کی حالت میں بارگاہِ الٰہی میں نہیں جا سکتے[م۳]"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵۱)

۱۳۔ "ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ[ؒ] جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں نکال رہے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اکٹھی کر رہے ہیں۔ اور بعض کو پسند کرتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ مارے خوف کے بیدار ہوئے تو ابن سیرین کے ایک صحابی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور آنحضرت[ؐ] کی لغت کو محفوظ رکھنے میں اس درجہ کو پہنچیں گے کہ اس پر متصرف ہوں گے اور اُن کے صحت و سقم میں تمیز کریں گے[م۱]" (ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۵)

۱۴۔ "منقول ہے کہ ایک روز کوئی مرقعہ پوش ہوا سے اُتر آپ[ؒ] کے سامنے زمین پر پاؤں مارنے لگا اور کہنے لگا کہ مَیں جنیدِ وقت ہوں مَیں شبلیٔ وقت ہوں میں بایزیدِ وقت ہوں۔ آپ بھی اُٹھ کر رقص کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ مَیں خدائے وقت ہوں۔ مصطفیٔ وقت ہوں۔ اس کے معنی وہی ہیں جو ہم حسین منصورؒ کے حال میں انا الحق کے معنے بیان کر چکے ہیں کہ وہ محو تھا[م۲]"

(ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵۵)

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں بآسانی یہ اندازہ لگایا

---

[۱] حضرت ابو یزید بسطامی[ؒ] [۲] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۱۱۵

[۳] حضرت سفیان ثوری[ؒ] [۴] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۱۲۶

[۵] امام اعظم حضرت ابو حنیفہ[ؒ] [۶] تذکرۃ الاولیاء میں حضرت امام اعظم[ؒ] کا ذکر ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

[۱] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۱۳۱ [۲] حضرت ابوالحسن خرقانی[ؒ] [۳] تذکرۃ الاولیاء فارسی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ صفحہ ۳۳۵

(علاوہ ازیں صفحہ ۱۱۸-۲۱۷-۲۳۲-۳۰۶-۳۰۴-۲۷۴ صفحات میں سے بھی بعض واقعات حذف کر دیئے گئے ہیں۔)

جا سکتا ہے کہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" کو کس بے دردی سے حذف و تنسیخ کا تختۂ مشق بنایا گیا ہے۔

الاربعین فی احوال المھدیین

مجدد صدی سیزدہم حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (شہادت ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کی ایک کتاب "الاربعین فی احوال المھدیین" بھی ہے جو پہلی بار ۲ محرم الحرام ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء کو مصری گنج کلکتہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے آخر میں چھٹی صدی ہجری کے نواحِ دہلی کے صوفی مرتاض اور ولیٔ کامل حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہورِ مہدیٔ معہودؑ سے متعلق اصلی قصیدہ بھی شامل تھا۔ یہ قصیدہ پچپن ۵۵ اشعار پر مشتمل تھا۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے جون ۱۸۹۲ء میں "نشانِ آسمانی" کے نام سے ایک معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرمائی جس میں آپؑ نے الاربعین کے حوالے سے اس قصیدہ کا تفصیلی ذکر کیا اور اسے اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش فرمایا۔ نیز اس کے بعض ابیات کا ترجمہ اور تشریح کر کے ثابت کیا کہ آپؑ ہی اس الٰہی بشارت پر مشتمل قصیدہ کے موعود اور مہدیٔ معہود سے متعلق پیشگوئی کے مصداق ہیں کیونکہ جیسا کہ اس قصیدہ میں خبر دی گئی تھی ٹھیک چودھویں صدی کے سر پر آپؑ ظہور ہوا۔ آپؑ ہی کو یہ بشارت دی گئی کہ ایک موعود لڑکا آپؑ کی یادگار رہ جائے گا۔ آپؑ کا نام "احمد" ہے۔ آپؑ "مہدیٔ وقت" بھی ہیں اور "عیسیٔ دوراں" بھی۔

مخالفینِ احمدیت نے اس الہامی قصیدے سے جو سلوک کیا وہ المیہ سے کم نہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری مؤلف "تواریخ عجیب" و "سوانح احمدی" نے ۲۳ جولائی ۱۸۹۲ء کو "نشانِ آسمانی" کے رد میں "تائید آسمانی"[۱] لکھی جس میں انہوں نے اگرچہ مندرجہ بالا قصیدہ صحیح اور مکمل صورت میں شائع کر دیا نیز بتایا کہ "الاربعین" کا وہ نسخہ جس کے آخر میں یہ اشعار چھپے ہوئے ہیں خود میں نے مرزا صاحب کو بھجوایا تھا (صفحہ ۴، ۵) ۔ مگر انہوں نے مختلف اشعار کی روشنی میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ مرزا صاحب پر یہ علامات پیاں نہیں ہوتیں۔

اس وقت تو مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری کے ہمنوا علماء نے "الاربعین" کے قصیدہ کو خاموشی

---

[۱] یہ رسالہ اختر ہند پریس ہال بازار امرتسر میں چھپا مؤلف کے علاوہ امرتسر میں شیخ محمد عبد العزیز صاحب سوکرٹرہ کنہیا سے بھی مل سکتا تھا۔ تھانیسری صاحب اُن دنوں صدر بازار کیمپ انبالہ میں مقیم تھے۔ اس رسالہ کا ایک نسخہ خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے۔

سے صحیح تسلیم کر لیا لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے رسالہ "الاربعین" کو مولانا ولایت علی عظیم آبادی (متوفی ۱۲۶۹ھ) کے دوسرے رسالوں میں شامل کر کے اس مجموعے کا نام "رسائل تسعہ"[۱] رکھ کر شائع کر دیا اور رسالہ "الاربعین" کے آخر میں سے حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا مکمل قصیدہ جو پچپن[۵۵] اشعار پر مشتمل اور الہامی تھا بالکل خارج کر ڈالا۔

۱۹۲۰ء میں پروفیسر براؤن کی کتاب تاریخ ادبیاتِ ایران (A Literary History of Persia) شائع ہوئی جس میں مسٹر براؤن نے ایران کے شیعہ بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے مزار کے کسی مجاور سے حاصل شدہ ایک قصیدہ بھی درج کیا۔ یہ قصیدہ دراصل حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے اصل قصیدہ کی بگڑی ہوئی شکل تھی جسے بابیوں نے سید علی محمد بابؔ پر چسپاں کرنے کے لئے مسخ کر دیا تھا حتّٰی کہ اس کے نام کی نسبت سے اس میں "احمد" کی بجائے "محمد" لکھ دیا اور چونکہ ایران کے شیعہ مسلمانوں کو دہلی کے کسی ولی سے کوئی خاص مذہبی عقیدت نہیں ہو سکتی تھی اسلئے انہوں نے نہایت ہوشیاری سے دہلی کے حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا قصیدہ اُن کے ہم نام ایرانی بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف منسوب کر دیا اور اُسے پروفیسر براؤن نے بھی کمال سادگی سے شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے حالات میں درج کر دیا حالانکہ اُنہیں قطعی اور یقینی طور پر علم تھا کہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے دیوان مطبوعہ طہران ۱۸۶۰ء میں اس قصیدے کا نام و نشان تک نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی اسی کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۶۸ میں واضح لفظوں میں اعتراف کیا ہے:-

"The Poem is not to be found at all in the Lithographed edition."

یعنی اس نظم کا لیتھو ایڈیشن میں قطعاً کوئی وجود ہی نہیں ہے[۲]

اب آگے سُنیئے۔ مسٹر براؤن کی یہ کتاب جونہی ہندوستان پہنچی اُن مخالفینِ احمدیت نے جو پورے قصیدہ کو "الاربعین" سے خارج کر کے اپنے خیال میں اس کے اثرات کو معدوم اور اس کی اہمیت کو ختم کئے بیٹھے تھے یکایک میدانِ مخالفت میں

---

۱ مولانا مسعود عالم ندوی نے اپنی کتاب "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" کے صفحہ ۲۱۳ پر رسائل تسعہ کے ذکر میں یہ بتایا ہے کہ یہ مجموعہ مولوی الٰہی بخش صاحب بڑاکری عظیم آبادی (المتوفی ۱۲۲۳ھ) [illegible] ۱۳۱۰ [illegible]

۲ درمیان [illegible] ہوئے۔

۲ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا ایک قدیم قلمی نسخہ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست کتب کالج ۱۹۱۰-۱۹۱۱ء۔ مگر اس مخطوطہ میں بھی یہ قصیدہ شامل نہیں ہے۔

آ گئے اور انہوں نے مسٹر براؤن کی "تحقیق" کو بنیاد قرار دیکر یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ اب مغرب کے فاضل محققوں کی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ قصیدہ میں مہدی کا نام محمد لکھا تھا مگر مرزا صاحب نے احمد کر دیا۔ (کاشف مغالطہ قادیانی فی رد نشانِ آسمانی مطبوعہ گلزار ہند پریس لاہور) اس طرح محض احمدیت سے تعصب و عناد کے باعث دشمنانِ اسلام کی سازش سے اُلٹ پلٹ کیا ہوا قصیدہ اصلی قصیدہ قرار پا گیا تھا (اس قصیدہ پر پوری تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں الفرقان ربوہ جنوری ۱۹۷۲ء)

شمائل ترمذی

حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (المتوفی ۲۷۹ھ/۸۹۲ء ہجری) کا شمار محدثین عظام میں ہوتا ہے۔ حضرت امامؒ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، لباس، عادات وشمائل اور اخلاق و معمولات کے متعلق جتنی روایات پہنچیں اُن کو ایک کتاب "شمائل ترمذی" میں جمع کر دیا۔ علماء اور محدثین نے اس جامع کتاب کی بہت سی شرحیں اور حواشی لکھے ہیں۔ شمائل ترمذی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک کے بارے میں ایک حدیث درج ہے کہ "اَنَا الْعَاقِبُ" کہ میں عاقب ہوں۔ اس حدیث کے ساتھ ہی بطور تشریح یہ عبارت ہے کہ "اَلْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نبی" [illegible] اور [illegible]

بازار میں چھپنے والے نسخوں کے بین السطور میں یہ تصریح موجود ہے کہ "هٰذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ" (کہ یہ امام زہریؒ کا قول ہے)۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں "شمائل ترمذی" کا ایک قلمی نسخہ ہے جس پر ۱۸ ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ کی تاریخ درج ہے۔ اس مخطوطہ میں بھی اس مقام پر بین السطور لکھا ہے "هذا قول الزهری شیخ ابن حجر" یعنی شیخ ابن حجر کے نزدیک یہ امام زہری کا قول ہے۔

علاوہ ازیں مشکوٰۃ کے شارح حضرت ملا علی القاریؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) نے بھی فرمایا ہے کہ:-

"اَلظَّاهِرُ اَنَّ هٰذَا تَفْسِيْرٌ لِلصَّحَابِيِّ اَوْ مَنْ بَعْدَهٗ وَفِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ قَالَ ابْنُ الْاَعْرَابِيِّ اَلْعَاقِبُ الَّذِيْ يَخْلُفُ فِي الْخَيْرِ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۷۶ مطبوعہ مصر ۱۳۰۹ھ) یعنی صاف ظاہر ہے کہ "اَلْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ" کسی صحابی یا بعد میں آنے والے شخص کی تشریح ہے۔ مسلم کی شرح میں ہے کہ ابن اعرابیؒ نے کہا ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جو کسی اچھی بات میں اپنے سے پہلے کا قائم مقام ہو۔

قارئین حیران ہوں گے کہ اس واضح حقیقت کے باوجود "قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی" نے ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں ایک شمائل ترمذی شائع کی ہے جس

میں سے "ھٰذَا قَوْلُ الزُّھْرِیِّ" کے بین السطور الفاظ بالکل حذف کر دیئے گئے ہیں تاکہ یہ غلط تأثر دیا جا سکے کہ عاقب کی یہ تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے اور فی الحقیقت یہ حدیث نبوی ہے بلکہ انہیں اس غلط انگیزی کو انتہا تک پہنچانے کے لئے حاشیہ میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:۔ "وَلَيْسَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ" اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیح مسلم شریف

حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری (ولادت ۲۰۶ھ/۸۲۱ء وفات ۲۶۱ھ/۸۷۵ء) علم حدیث کے مسلّمہ امام کبیر ہیں جن کی شہرۂ آفاق "صحیح مسلم" کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہمیشہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے ساتھ ساتھ اس کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس کی بہت سی شروح آج تک لکھی گئی ہیں۔ مسلم کے شارحین میں حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اور حضرت قاضی عیاضؒ جیسے اکابر اُمت اور ائمہ فن کے علاوہ شافعی، مالکی، حنفی، غرضیکہ ہر مکتب فکر کے بزرگ شامل ہیں۔ حضرت امام مسلمؒ نے کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ و مدینۃ میں مندرجہ ذیل حدیث بروایت حضرت ابوہریرہؓ درج فرمائی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔[1]

یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

یہ حدیث جماعت احمدیہ کے نظریۂ ختم نبوت کی زبردست مؤید ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تفسیر خود حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح مسلم کتاب الحج سے نکال دی گئی ہے۔ یہ محذوف شدہ نسخہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے دسمبر ۱۹۵۶ء میں شائع کیا ہے اور اس کا ترجمہ سید رئیس احمد صاحب جعفری نے کیا ہے۔

صحیح مسلم میں دوسرا تغیر و تبدل یہ کیا گیا ہے کہ کتاب الایمان میں حضرت ابوہریرہؓ کی مندرجہ ذیل دو حدیثیں جو تمام پہلے مصری اور ہندوستانی نسخوں میں موجود تھیں صرف اسلئے حذف کر دی گئیں کہ ان سے جماعت احمدیہ کا یہ مسلک بالکل صحیح ثابت ہوتا تھا کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہوگا۔ وہ دونوں حدیثیں یہ ہیں:۔

(۱)..... اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ

[1] صحیح مسلم مصری القسم الثانی من الجزء الاول ص ۶۱۷ مطبوعہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ہجری (مطابق ستمبر ۱۹۲۹ء) و صحیح مسلم مع شرح کامل نووی مطبوعہ ۱۳۱۹ھ ہجری اصح المطابع دہلی جلد اول ص ۴۴۶۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاَمَّکُمْ۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم مصری ایڈیشن کتاب الایمان القسم الاول من الجزء الاول صفحہ ۶۲ مطبوعہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء)

ستم کی انتہا یہ ہے کہ کتاب الایمان میں سے وہ پورا باب ہی کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے جس میں حضرت امام مسلمؒ نے یہ حدیث درج فرمائی تھی اور جس کا عنوان یہ ہے: "بَابُ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ حَاکِمًا بِشَرِیْعَۃِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"۔ اس طرح صرف اس ایک باب کے حذف کے نتیجہ میں چھ حدیثیں اور متعدد آثار و اقوال صحیح مسلم کی کتاب الایمان سے نکالے جا چکے ہیں۔[۵]

تفسیر مجمع البیان

مسلمانوں کے فرقہ اثنا عشریہ کے قدیم مفسر حضرت الشیخ فضل بن الحسن فضل الطبرسی المشہدی (متوفی ۵۴۸ھ / ۱۱۵۳ء) نے تفسیر مجمع البیان میں سورۃ المائدہ کی آیت "فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ" کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے:-

"قال الجبائی و فی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی انہ امات عیسٰی وتوفاہ ثم رفعہ الیہ لانہ بیّن انہ کان شہیدًا علیہم ما دام فیہم فلما توفاہ اللہ کان ھو الشہید علیہم لان التوفی لا یستفاد من اطلاقہ الا الموت۔" (تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران ۱۲۶۸ھ)

یعنی جبائی[۶] کہتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو موت دیکر اُن کی رُوح قبض کر لی پھر اُن کا اپنی طرف رفع کیا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے خدا کے سامنے یہ بیان دیا کہ وہ اپنی قوم پر اُس وقت تک گواہ تھے جب تک وہ اُن میں موجود تھے۔ پھر جب اللہ نے اُن کی رُوح قبض کر لی تو اس کے بعد وہ خود ہی اُن پر گواہ تھا کیونکہ مطلق "توفّی" کے لفظ سے صرف موت ہی مراد ہوتی ہے۔"

---

[۵] یہ تبدیل شدہ نسخہ خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے۔

[۶] محمد بن عبد الوہاب الجبائی البصری المعتزلی متوفی ۳۰۲ھ / ۹۱۵ء)

تفسیر مجمع البیان کا یہ مقام بھی بدل گیا ہے۔ چنانچہ مکتبۃ الحیات بیروت ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والے جدید ایڈیشن میں "الموت" سے قبل لکھا ہوا "الا" کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے اور "لان التوفی" کے الفاظ سے قبل حاشیہ کتاب سے "وھذا ضعیف" کے الفاظ متن میں داخل کر دیئے گئے ہیں[1]۔ حذف و الحاق کی چیرہ دستیوں سے سارا مضمون ہی یکسر بدل گیا ہے کیونکہ اس صورت میں عبارت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ علامہ جبائی کا یہ قول ضعیف ہے وجہ یہ کہ مطلق "توفی" موت کا فائدہ ہی نہیں دیتی۔ حالانکہ یہ شیخ حسن نیری المشہدی کے منشاء اور محاورہ عرب دونوں کے بالکل برعکس ہے۔

ترجمۂ قرآن کریم از حضرت شاہ رفیع الدین رح

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بلند شخصیت محتاج تعارف نہیں (المتوفی ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء)[2] آپ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کے دوسرے بیٹے اور یگانہ روزگار اور جلیل القدر عالم اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا عظیم ترین کارنامہ قرآن عظیم کا تحت اللفظ ترجمہ ہے جس کو برصغیر پاک و ہند کے تمام تحت اللفظ تراجم میں اولیت زمانی کا فخر حاصل ہے! افسوس کہ یہ تاریخی ترجمہ بھی علماء کی تبدیلی کا نشانہ بننے سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ مثلاً اس وقت ہمارے سامنے شیخ غلام علی تاجر کتب کشمیری بازار لاہور کا شائع کردہ ایک ایڈیشن موجود ہے جس پر ۱۰ ربیع ۱۳۴۲ھ کی تاریخ اشاعت درج ہے۔ اس ایڈیشن کے صفحہ ۵۵۰ پر آیت "خاتم النبیین" کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:۔

"نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن پیغمبر خدا کا ہے اور مہر تمام نبیوں پر اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا۔"

حضرت شاہ رفیع الدین رح کا یہی ترجمہ حاجی ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز کشمیری بازار و بل روڈ لاہور نے ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں شائع کیا جس میں "مہر تمام نبیوں پر" کے الفاظ بدل دیئے گئے اور ان کی بجائے یہ لکھ دیا گیا کہ "ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا"[3]۔

خلاصہ کلام یہ کہ بزرگان سلف کے قدیم لٹریچر میں ترمیم، حذف اور اضافہ کی کوششیں مواعظ و خطبات سیرت و سوانح، تصوف، عقائد اور کلام و حدیث کی کتابوں ہی میں نہیں کی گئیں بلکہ قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کو بھی ان کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مخالف علماء کی آنکھیں کھولے اور انہیں قبول حق کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین ÷

---

[1] تفسیر مجمع البیان مطبوعہ بیروت ۱۳۸۰ ہجری جلد ۲ صفحہ ۲۱ (کتاب کا پہلا ایڈیشن خلافت لائبریری ربوہ میں اور نیا ایڈیشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ [2] المتوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء

[3] قرآن مجید کے یہ دونوں نسخے راقم الحروف کے پاس موجود ہیں ÷

دیہاتی مجالس خدام الاحمدیہ ماہ ہجرت / احسان (مئی - جون) میں

ہفتہ وصولی منائیں

سہ ماہی دوم کا مالی جائزہ ہر مجلس کو بھجوایا جا رہا ہے جس سے آپ کو اپنی مجلس کے بجٹ و وصولی کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

گزشتہ چھ ماہ میں دیہاتی مجالس نے چندہ جات میں مجالس مرکزیہ کا بہت کم ہاتھ بٹایا ہے یقیناً وہ گندم فصل کی برداشت کا انتظار کر رہی ہونگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت آن پہنچا ہے پس اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ کے چندہ جات جلد از جلد ادا کر کے سرخرو ہوں۔ کوشش فرمائیں کہ سال بھر کا پورا چندہ مجلس، سالانہ اجتماع اور تعمیر ہال خدام سے سو فیصد وصول کر کے مرکز کو ارسال کر دیا جائے۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ ہر دیہاتی مجلس ماہ مئی جون میں ہفتہ وصولی منائے۔ اس ہفتہ کے اختتام پر وصول شدہ رقم بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ مہتمم مالی مرکزیہ کو ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔

مبارک احمد

مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ

دوستانہ کرکٹ میچ

۱۰ مئی بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ شہر کی کرکٹ ٹیم کا ڈیسنٹ کرکٹ کلب گوجرانوالہ کے ساتھ ایک دوستانہ میچ ہوا جس میں ہماری ٹیم ۱۲ رنز سے جیت گئی۔ ہماری ٹیم کی طرف سے مظفر احمد، مسعود احمد اور ملک ناصر احمد نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ مخالف ٹیم کی طرف سے قیصر محمود، رشید صادق ہاشمی اور خالد محمود کا کھیل قابل تعریف تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی ٹیم کے کپتان ملک ناصر احمد صاحب اور ڈیسنٹ کرکٹ کلب کے کپتان محمد حنیف شمس صاحب تھے۔

(ملک محمود احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ شہر)

شمس پلینٹ ہاؤس
اسٹاکسٹ ـــ ماربل چپس
ہر قسم کے پلینٹس - ہارڈویر - ٹولز مل جنس
و
دیگر مشینری کے بیوپاری
صدر بازار - حیدر آباد

فون نمبر ۸
سُرخ مرچ ـ اور ـ دیگر اجناس
کی
خرید و فروخت کے لئے
ہم سے رابطہ قائم کریں
چوہدری احسان اللہ اینڈ سنز نبی سر روڈ
ضلع تھرپارکر

اکیسویں (۲۱) سالانہ تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اکیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹ اپریل بروز جمعۃ المبارک ساڑھے پانچ بجے شام ایوانِ محمود میں شروع ہوگئی۔ اس کلاس کا افتتاح امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی زیرِ ہدایت محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے ایمان افروز اجتماعی خطاب اور دُعا سے فرمایا۔

اس کلاس میں ۳۰۶ مجالس کے ۱۶۴ نمائندگان شریک ہوئے۔

محترم مولانا صاحب نے اللہ کے نام کے ساتھ جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے کلاس کے افتتاح کا اعلان فرمانے کے بعد طلبہ کلاس کے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ اس کلاس کا مقصد دین کی سمجھ حاصل کرنا ہے اور قرآن مجید کی آیت فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ کی رُو سے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔

آپ نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اور اس تعلق میں تربیتی کلاس کی اہمیت واضح کرنے کے بعد طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ اس کلاس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔

یہ کلاس ۳ مئی تک جاری رہی۔ ۲۵ اپریل کو تمام خدام کو ربوہ کے ۵ میل کے اندر عملی پروگرام کے لئے بھجوایا گیا۔ ۱۶-۱۶ خدام کے ۸ گروپ ترتیب دیئے گئے جنہیں ۱۸ دیہات میں کام کیلئے بھجوایا گیا۔ جہاں انہوں نے سارا دن بڑی محنت سے خدمتِ خلق، اصلاح و ارشاد اور وقارِ عمل کا کام کیا۔

سائیکل سفر پر بھی ۴ پارٹیاں روانہ کی گئیں۔ اُن کا مجموعی فاصلہ آمد و رفت ۱۰۰ میل سے زائد تھا۔

تدریسی امور کے علاوہ روزانہ علماءِ سلسلہ علمی و تربیتی موضوع پر طلبہ سے خطاب فرماتے رہے۔

ایک دن تبلیغِ اسلام کے متعلق سلائڈ بھی دکھائی گئی۔

مورخہ ۲ مئی کو از راہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناسازیٔ طبع کے باوجود طلبہ کو شرفِ زیارت بخشا اور اپنے ایمان افروز خطاب سے نوازا۔ تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں ہدیۂ قارئین کی جائے گی۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
شیزان

مجلس خدام الاحمدیہ دارالنصر غربی ربوہ کا ایک وفد جو ۳۴ خدام پر مشتمل تھا سائیکلوں پر سفر کرتے ہوئے ربوہ سے لائلپور گیا اور اسی روز واپسی ہوئی۔ وفد کے ارکان روانگی سے قبل دفاتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے احاطہ میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مکرم مہتمم صاحب مقامی کے ہمراہ

Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.